363

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،یکم مارچ2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب،2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب،2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب،2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) پری بجٹ بحث

بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

365

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

جمعرات، یکم مارچ2012

(یوم الخمیس، 7۔ ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ
کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ
دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ
یَّکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ
لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ
عَلِیۡمٌ ﴿ۙ۳۵﴾

سورة النُّورآیت35

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور اللہ نے (جو مثالیں) بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے(35)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہم بھی اُن کے دیار جائیں گے
جائیں گے بار بار جائیں گے
اُن کے دَر پر نثار کرنے کو
لے کے اشکوں کے ہار جائیں گے
خاکِ طیبہ کی خاک ہونے کو
ہم بھی مستانہ وار جائیں گے
جس پہ دورِ خزاں نہیں آتا
دیکھنے وہ بہار جائیں گے
وہ ظہوری عجب سماں ہو گا
جب سرِکوئے یار جائیں گے

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ دو نو منتخب ممبران میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا، پی پی۔18 اور جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی، پی پی۔44 حلف لینے کے لئے ایوان میں موجود ہیں۔ میں اُن سے کہتا ہوں کہ حلف لینے کے لئے اپنی اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لے لیں۔ اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا اور
جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی نے حلف لیا)

جناب سپیکر: آپ کو اس House کے تمام ممبران اور میری طرف سے مبارک ہو۔ اب آپ دستخط کرنے کے لئے یہاں تشریف لائیں گے اور حلف رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں گے۔

(اس مرحلہ پر میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا، ایم پی اے اور
جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی، ایم پی اے نے حلف رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائے)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آرکیالوجی و سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آرکیالوجی و سیاحت (رانا محمد ارشد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور ہم عوامی نمائندے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں عوام پر مہنگائی کا جو پٹرول بم آسمان سے گرایا گیا ہے میں اس کا ذمہ دار وفاقی حکومت کو سمجھتا ہوں اور اسے چاہئے کہ وہ عوامی issues کو resolve کرے اور جس طرح انہوں نے پٹرول، ڈیزل اور دیگر مصنوعات مہنگی کی ہیں تو اس سے عوام بے حد متاثر ہوں گے۔۔۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کی معزز ممبران اسمبلی محترمہ ساجدہ میر، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار اور محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑی ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پکارنے لگیں)

جناب سپیکر: جی، نہیں پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا اور آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں اور ایسا نہ کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پنجاب میں کون سی دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آرکیالوجی وسیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں کم ہو رہی ہیں لیکن پاکستانی عوام پر قیمتوں میں اضافہ کر کے بوجھ کیوں ڈالا جا رہا ہے اور عوام کا کیا قصور ہے؟ یہ ہمیں جمہوریت سکھاتے ہیں لیکن یہ عوامی issue ہے۔ میں عوام کے ووٹ لے کر آیا ہوں اس لئے میں نے یہ بات کرنی ہے کہ یہ پاکستانی عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس حوالے سے کوئی لکھ کر لائیں ایسے بات نہیں بنے گی اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اتنا اہم issue ہے اس لئے اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے۔ وفاقی حکومت عوام کے ساتھ کیا کرنا چاہتی ہے اور کیا پٹرول بم گرا کر ان کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھیننا چاہتی ہے؟ یہ عمل پاکستانی عوام کے ساتھ چور مچائے شور والی بات ہے۔ یہ پاکستانی قوم کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے اور اب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سب کو بعد میں موقع دوں گا اس وقت آپ ضرور بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر انہیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا ہے تو ہمیں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: پہلے نئے ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا جائے اس کے بعد آپ کو بھی ضرور موقع دیا جائے گا اور آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اگر ہمیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کرنے دی جائے گی تو ہم واک آؤٹ کریں گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی مرضی ہے اس طرح سے ایوان کی کارروائی نہیں چلے گی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ساجدہ میر اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: اب میں نئے منتخب ہونے والے معزز ممبران اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا بے حد مشکور ہوں جس کی خاص مہربانی سے میں آج ممبر صوبائی اسمبلی منتخب ہوا۔ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت میاں محمد نواز شریف، لیڈر آف دی ہاؤس میاں محمد شہباز شریف اور چودھری نثار علی خان کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ میں یہاں پر اپنے حلقہ کے عوام کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے خاندان پر ہمیشہ اعتماد کیا۔ مجھ سے پہلے میرے دادا نوابزادہ سرفراز حسین خان کو اسی ایوان کا ممبر منتخب کیا اور 1970 کے الیکشن میں میرے چچا نوابزادہ ملک فتح خان کو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اسی ایوان کا ممبر منتخب کیا۔ اس کے بعد میرے بڑے بھائی ملک عطا محمد خان کو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ پر منتخب کیا گیا اور آج میرے بھائی چودھری شیر علی خان اور ملک اعتبار خان کی کاوشوں کی بدولت مجھے پارٹی کی نمائندگی کرنے کا اور اپنے حلقہ کے عوام کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں آخر میں قیادت کو یہ مبارکباد پیش کروں گا کہ 2008 کے الیکشن میں میرے حلقے کی غلطی تھی کہ انہوں نے صوبائی سیٹ پر پی پی پی کو اور قومی سیٹ پر چودھری پرویز الٰہی کو منتخب کیا لیکن آج مجھے منتخب کر کے اس غلطی کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، روکھڑی صاحب!

جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر اور قابل احترام ممبر حضرات! السلام علیکم۔ میں سب سے پہلے تو خدا کا شکر ادا کروں گا کہ اتنی کم عمر میں مجھے الیکشن میں کامیاب کیا اور پھر میں میاں نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بھی شکر گزار ہوں

کہ انہوں نے مجھے اپنی پارٹی کا حصہ بنایا۔ مجھے بڑا فخر ہے کہ جس طرح میرے باپ دادا مسلم لیگی تھے اور آج میں بھی ایک مسلم لیگی ہوں۔ میں آخر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ میرے حلقہ کے عوام نے مجھ سے جو expect کیا ہے تو میں ان کی expectations پر پورا اتروں گا اور انشاء اللہ ان کی آواز کو اسمبلی تک پہنچاؤں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی محمد اسحاق صاحب! ہماری دو بہنیں ناراض ہو کر گئی ہیں انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے آپ ان کو منا کر لائیں۔

حاجی محمد اسحاق: جناب سپیکر! آپ کے حکم کی بجا آوری کروں گا لیکن رانا ارشد صاحب کو بھی چاہئے کہ وہ فضولیات کی باتیں نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کے ساتھ جو کچھ کر لیا ہے وہ آپ نے سن لیا ہو گا۔

حاجی محمد اسحاق: شکریہ

اعلان

سینیٹ کے انتخاب کے حوالے سے اعلان

جناب سپیکر: سینیٹ کے انتخاب کے حوالے سے اعلان ہے۔ جیسا کہ کل بھی اعلان کیا گیا تھا کہ سینیٹ کی جنرل نشستوں کے لئے انتخاب کل یعنی جمعۃ المبارک 2۔ مارچ2012 کو ہو گا۔ پولنگ اسمبلی بلڈنگ کے کمیٹی روم (بی) میں صبح 9 بجے سے شام 4 بجے تک بلا تعطل جاری رہے گی۔ الیکشن میں ووٹ ڈالنے کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ سے جاری کردہ شناختی کارڈ لازمی ہے لہذا تمام معزز ممبران کے لئے گزارش ہے کہ وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ شناختی کارڈ ساتھ لائیں۔ اگر کسی معزز ممبر کے پاس کارڈ موجود نہیں ہے تو وہ فوری طور پر اسمبلی سیکرٹریٹ کی سکیورٹی برانچ سے شناختی کارڈ جاری کروا لے۔ پولنگ بوتھ یعنی کمیٹی روم (بی) میں موبائل فون لے جانے کی مکمل پابندی ہے۔ معزز ممبران اپنا موبائل فون ایوان کی دائیں لابی کے باہر حاضری پر مقرر افسران کے پاس جمع کروائیں گے اور ووٹ ڈالنے کے بعد واپس وصول کر لیں گے۔ مزید یہ کہ پولنگ والے دن معزز ممبران اور candidates کے علاوہ کسی بھی شخص کو بشمول وزراء کرام کے ذاتی عملے کے کسی ممبر یا مہمان کو بلڈنگ میں داخلے کی اجازت نہ ہو گی۔ میری جانب سے کل آپ کو دوپہر کا لنچ ہو گا۔ اعلان ختم ہوا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار اور محترمہ ساجدہ میر واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئیں)

MR SPEAKER: Welcome back.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کی دعوت میں کون کون شامل ہوں گے؟

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اسمبلی کے تمام ممبران شامل ہیں۔ میں نے کسی ایک کے لئے نہیں کیا۔ آبپاشی سے متعلقہ سوالات اور ان کے جوابات۔ پہلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے کیا وہ تشریف رکھتی ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6245 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔نہروں، راجباہوں میں سیوریج کا پانی ڈالنے کی تفصیلات

*6245: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں نہروں، راجباہوں میں سیوریج کا پانی غیر قانونی طور پر ڈالا جارہا ہے جس سے انسانوں، مویشیوں اور فصلوں پر انتہائی مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سر والا راجباہ اور ڈھڈی والا راجباہ فیصل آباد جو کہ شہر کے اندر سے گزرتے ہیں اور دیہی علاقوں کی فصلات کو بھی سیراب کرتے ہیں، میں کئی مقامات پر غیر قانونی طور پر سیوریج کا گندا پانی ڈالا جارہا ہے؟

(ج) اس غیر قانونی فعل کو روکنے کے لئے متعلقہ محکمہ نے سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور اب تک کتنے چالان کئے گئے، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فیصل آباد اندرون شہر سے گزرنے والی دو نہریں (راجباہ ڈھڈی اور راجباہ ٹل) والی میں گلی محلوں اور واسا کا پانی پڑتا ہے جس کے نکاس کی ذمہ داری تحصیل میونسپل ایجنسی اور واسا فیصل آباد کی ہے۔

(ب) راجباہ سروالا، اور راجباہ ڈھڈی والا جو کہ اندرون شہر اور مضافات سے گزرتے ہیں دیہی علاقوں کے رقبہ جات کو سیراب کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ صرف راجباہ ڈھڈی والا میں گھروں کی نالیوں اور واسا کا پانی پڑتا ہے۔ جس کی نکاسی کی ذمہ داری محکمہ نہر کی نہ ہے اور فیصل آباد واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسی (واسا) نے راجباہ سروالا کے ساتھ ساتھ علیٰحدہ سیور لائن ڈال دی ہے اور واسا کا پانی راجباہ سروالا میں نہیں ڈالا جاتا ہے۔

(ج) راجباہ ڈھڈی والا اور ٹل والا پر تاحال واسا فیصل آباد نے گندے پانی کی نکاسی کا خاطر خواہ بندوبست نہ کیا ہے مزید یہ کہ تمام راجباہ جات سال09۔2008اور10۔2009میں پیڈا کے نظام کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ تھے۔ واسا اور میونسپل ایجنسی کو بار بار refer کر رہے ہیں کہ وہ اس کا بہتر انتظام کریں تاکہ آئندہ سیوریج کا پانی ٹل والا مائنر اور ڈھڈی والا مائنر میں بند کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ فیصل آباد میں نہروں اور راجباہوں میں سیوریج کا پانی غیر قانونی طور پر ڈالا جارہا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ پانی کی ذمہ داری تحصیل میونسپل ایجنسی اور واسا فیصل آباد کی ہے جبکہ پوچھا یہ گیا تھا کہ غیر قانونی طور پر سیوریج کا پانی ڈالا جارہا ہے یا نہیں؟ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ کے تحت وہ کون سی شق ہے جس کے تحت ان کو اجازت دی گئی؟ انہوں نے آگے یہ بتایا ہے کہ یہ سارا نظام PIDA Act کے تحت چل رہا ہے۔ کیا کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ کے ہوتے ہوئے PIDA Act آنے سے کیا

PIDA Actاس پر حاوی ہو جائے گا یا کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ پر ہی عملدرآمد ہو گا۔ اس کے جرمانے کی سزا کیا ہے، کیوں غیر قانونی طور پر ان کو اجازت دی گئی اور اجازت کس قانون کے تحت دی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے ایک ہی سوال میں کئی سوال پوچھے ہیں۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ ایک ٹل والا مائنر ہے، دوسرا سر والا اور تیسرا ڈھڈی والا ہے۔ یہ تین مائنر کے بارے میں سوال پوچھا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہم نے کارروائی کرائی اور 3۔ فروری کو چیف انجینئرز کی آپس میں میٹنگ کرائی گئی جس کے بعد ان کو سختی سے ختم کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ ٹل والا مائنر پر تین پمپ تھے لیکن بارش سے مکمل طور پرdiscontinue ہو گئے ہیں اور ان کو بند کر دیا گیا ہے۔ دوسرا سر والا مائنر تھا اس میں کوئی سیوریج کا پانی نہر میں نہیں آ رہا ہے۔ تیسرا ڈھڈی والا ہے۔ یہ تین مائنر ہیں جو فیصل آباد سے گزرتے ہیں جن کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ سیوریج کا پانی کینال میں جاتا ہے۔ دو کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے، واسا کو سختی سے ہدایات دی گئی ہیں اور notice بھی دیئے گئے ہیں۔ اب ڈھڈی والا میں واسا نے اپنا موقف دیا ہے کہ ہم وہاں پر ٹرنک سیور ڈال رہے ہیں اور اس پر چالیس کروڑ روپے لاگت آ رہی ہے۔ یہ سیوریج آٹھ کلو میٹر پر ڈالے گئے۔ چھ ماہ کے بعد یہ کام شروع کر دے گا اور اس کوdiscontinue کر دیں گے۔ جہاں تک پوچھا گیا کہ کون سی دفعہ لاگو ہوتی ہے تو کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ 1873 کی دفعہ 70 کے تحت کارروائی ہوتی ہے۔ میرے پاس ایکٹ کی کتاب بھی ہے، میں وہ پڑھ کر سنا بھی دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ کر سنائیں یا نہ سنائیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ۔۔۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اُدھر ہی آ رہا ہوں۔ اس ایکٹ کے مطابق پانی نہیں ڈالا جا سکتا۔ انہوں نے سزا بھی پوچھی ہے تو اس کی سزا پندرہ ہزار روپے جرمانہ اور ایک سال قید ہے۔ چونکہ محکمہ آبپاشی بھی ایک سرکاری محکمہ ہے اور واسا F.D.A کے under کام کرتا ہے وہ بھی ایک محکمہ ہے۔ ان کو باقاعدہ notice دیئے گئے ہیں اور یقین دہانی کرائی ہے کہ جو میں نے دو مائنر بتائیں ہیں وہاں سیوریج کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر صرف چند آبادیاں ہیں جہاں پر نالیوں اور گلیوں کا پانی ڈھڈی والا راجباہ میں آ رہا ہے۔ اس میں ایک کوٹ عمر فاروق ہے، عثمان ٹاؤن ہے، محمد علی ٹاؤن ہے اور چک 214 اور 215 کا پانی آ رہا ہے۔ آبادی میں کوئی disposal کا انتظام نہ تھا۔ ٹی ایم او کو notice دے دیئے گئے ہیں اور یہ جلد ہی انشاء اللہ تعالیٰ discontinue ہو جائے گا۔ ہر جگہ محکمہ نے ہدایت کر دی ہے کہ جہاں

کہیں بھی سیوریج کا پانی نہر میں جارہا ہے اس کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی جائے۔ میں نے متلقہ افسران کو شوکاز نوٹس بھی جاری کر دیئے ہیں اور جو انہوں نے بند کئے ہیں۔ اس حوالہ سے میں نے چیف انجینئر سے سرٹیفکیٹ بھی منگوالیا ہے کہ وہاں پر سیوریج کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے اس پر یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ PIDA Act پر حاوی ہے یا PIDA Act اس پر حاوی ہے؟ انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا کیونکہ انہوں نے بتایا کہ PIDA Act کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ ہی حاوی ہے۔ اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ وہ منتخب لوگ ہوتے ہیں اگر انہوں نے کوئی کارروائی نہیں کی تو ڈیپارٹمنٹ کارروائی کرے گا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کینال ایکٹ حاوی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اب انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ محکمہ اس پر کارروائی کرے گا اور انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ کی دفعہ 70 کے تحت پندرہ ہزار روپے جرمانہ اور ایک سال کی سزا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ دونوں سرکاری محکمے ہیں تو کیا ایک سرکاری محکمہ کا دوسرے سرکاری محکمے پر قانون لاگو نہیں ہوتا، کیا وہ قانون سے آزاد ہوتے ہیں، کیا وہ قانون پر عملدرآمد کرنے کے پابند نہیں ہیں؟ اس پر محکمہ سے اجازت بھی نہیں لی گئی۔ آج جب سوال پوچھا گیا تو انہوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ انہوں نے بحیثیت وزیر اس سے پہلے اس پر عملدرآمد کیوں نہیں کرایا، کیا ایک محکمہ کا دوسرے محکمہ پر قانون حاوی نہیں ہے اور قانون پر عملدرآمد کے لئے اس پر پابندی نہیں ہے اس کی وضاحت کی جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اس کی تفصیل بتائی ہے۔ چیمہ صاحب بھی پچھلے دور میں آبپاشی کے وزیر رہے ہیں اور یہ اُس وقت سے چل رہے تھے ہم نے تو بند کرا دیئے ہیں۔ میرے پاس سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر: وہ سرٹیفکیٹ لے کر بیٹھے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ سرٹیفکیٹ آ چکا ہے کہ وہ بند ہو چکے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ وہ بند ہو گئے ہیں۔ اگر جواب پڑھیں تو انہوں نے سوال کی جز (ج) میں کہا ہے کہ 10-2009 میں پیڈا کے نظام کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ تھے، واسا اور میونسپل ایجنسی کو بار بار refer کر رہے ہیں کہ وہ اس کا بہتر انتظام کریں تاکہ آئندہ سیوریج کا پانی ٹل والا مائنر اور ڈھڈی والا مائنر میں نہ ڈالا جائے یعنی انہوں نے جز (ج) میں تو اسے تسلیم ہی نہیں کیا اور اب یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے قانون کے تحت انہیں اجازت دی ہے۔ کیا یہ محکمہ واسا اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو جرمانہ کریں گے یا ان کے ذمہ داران کو جو سزا ہوئی ہے، اس پر عملدرآمد کریں گے جو کہ قانونی طور پر کینال Canal and Drainage Act کے تحت بنتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ ایک جگہ نہیں ہے، لاہور میں بھی ایسے ہی تھا اور ہر جگہ پر قانونی کارروائی جاری ہے۔ یہ کیس پہلے سے چل رہے تھے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاری ہے۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ واسا بھی ایک سرکاری ادارہ ہے اور TMA بھی ایک سرکاری ادارہ ہے کیونکہ جہاں پر بڑے بڑے شہر ہیں وہاں پر آبادیاں بڑھی ہیں اور وہاں پر نکاسی آب کے لئے کروڑوں روپے درکار ہوتے ہیں۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ ابھی چالیس کروڑ روپے کی لاگت سے وہاں پر سیوریج لائن بچھائی جا رہی ہے۔ اب پورے فیصل آباد میں کسی نہر میں سیوریج کا پانی نہیں ڈالا جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب! ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ 09-2008 اور 2010 میں پیڈا نظام کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ تھے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب بتائیں کہ دونوں نہروں کے 09-2008 اور 2010 میں کسان تنظیموں کے صدر کون تھے؟

جناب سپیکر: جی، یہ تو آپ کا سوال بنتا ہی نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کی بات ہو رہی ہے اور مختلف نہروں کے مختلف چیئرمین ہوتے ہیں۔۔۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں سوال کا جواب غلط ہے، اس وقت یہ تنظیمیں موجود نہیں تھیں اور انہوں نے سارا بوجھ صرف کسان تنظیموں پر ڈال دیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دونوں نہروں کی تنظیموں کے صدور کے نام بتائے جائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ محکمے کی غلطی سے سوال میں تھوڑی سی confusion create ہوئی ہے اور میں نے یہ correct کروادی ہے۔ جس طرح معزز ممبر نے کہا ہے کہ کینال سسٹم میں سرکل پر جو F.O ہوتے ہیں وہ F.O پورے پنجاب کے ہیں لیکن میں نے یہ کہا ہے کہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ کام محکمہ نے کرنا تھا اور محکمہ کروا رہا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ تھا کہ ان دونوں نہروں ڈھڈی والا اور راجباہ سروالا کی F.O کے President کون تھے اگر وہاں تنظیمیں موجود تھیں لیکن میرے خیال میں اس وقت یہ تنظیمیں موجود نہیں تھیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پہلے موجود تھیں لیکن ابھی وہاں پر نہیں ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ابھی تو موجود ہیں لیکن اُس وقت یہ تنظیمیں نہیں تھیں۔ یہ جواب غلط ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ اس کی انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے انکوائری کروالیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ سوال یہ ہے کہ کیا وزیر آبپاشی یہ وضاحت فرمائیں گے کہ ان متذکرہ نہروں میں سیوریج کا پانی 2008 کے بعد سے ڈالا جا رہا ہے یا پہلے سے ڈالا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اس بارے میں پہلے بتا دیا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پہلے سے پانی ڈالا جا رہا تھا اور ہم تو اسے بند کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6311 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں بھرتی کی تفصیلات

*6311: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور میں MSc اور Ph.D افراد کو ہی بھرتی کیا جاتا ہے؟

(ب) متذکرہ ادارے میں کل کتنے افراد M.Sc/Ph.D بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ج) متذکرہ ادارے میں کل کتنے افراد میٹرک پاس اور ایف ایس سی بھرتی کئے گئے ہیں یا کام کر رہے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ سروس رولز کے تحت ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی سے کم کوالیفکیشن کے افراد بھی بھرتی کئے جا سکتے ہیں تاہم ریسرچ افسران کی براہ راست میرٹ پر بھرتی کے لئے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی یا سول انجینئرنگ ہونا ضروری ہے۔

(ب) اس ادارے میں دو پی ایچ ڈی اور 29 ایم ایس سی آفیسر کام کر رہے ہیں۔

(ج) متذکرہ ادارے میں میٹرک پاس اور ایف ایس سی پاس بھرتی افراد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تعلیمی قابلیت	تعداد افراد
میٹرک	73
ایف اے / ایف ایس سی	17

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال کرنے سے پہلے چھوٹا سا سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت کتنے ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں، مجھے مختصراً پہلے ان کی تعداد بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال تو ان ملازمین کے بارے میں تھا کہ M.Scاور Ph.D کتنے تعینات تھے لیکن یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ 1924 میں قائم کیا گیا تھا اور اس کے دو کام Hydraulicاور دوسرا۔۔۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! مجھے مختصراً صرف یہ جواب دلوادیں کہ اس وقت کتنے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کام کررہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ بتارہا ہوں کہ اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ایک شعبہ Hydraulic کے تحت دریاؤں، بیراجوں، پُلوں اور بند کے ماڈل اور ڈیزائن بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ غازی بروتھا ہائیڈرل پاور پراجیکٹ، قادر آباد پراجیکٹ، مرالہ رسول بیراج، تربیلا ڈیم اور منگلا ڈیم کی model study بھی اسی ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ٹھوکر نیاز بیگ میں ہے اس کا شعبہ fesses 1954 میں شروع ہوا۔ اس کے دو شعبہ جات لاہور اور نندی پور میں ہیں لیکن اس وقت وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے تعداد پوچھی تھی لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے لاہور اور نندی پور کے بارے میں بتا دیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! مجھے figure میں بتادیں کہ کتنی تعداد ہے تاکہ مجھے کچھ سمجھ آجائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو انسٹیٹیوٹ کی تعداد بتادیں کہ کتنی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ہیڈ آفس کا دفتر main سیکرٹریٹ میں اریگیشن کے دفتر میں ہے۔ اس کا نندی پور اور ٹھوکر نیاز بیگ میں بھی چھوٹا سا ریسرچ سنٹر ہے، اس کے دو hydraulic functionاور phases ہیں، ان کے ذمہ جو کام ہے اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اور میں نے بتا بھی دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ ٹھوکر نیاز بیگ پر واقع ریسرچ سنٹر کو کیوں بند کیا جا رہا ہے؟ میرا سوال یقیناً افسران کے متعلقہ تھا اور اگر ریسرچ سنٹر کو بند نہیں کیا گیا تو وہاں پر کون کون سے منصوبے اس وقت جاری ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریسرچ انسٹیٹیوٹ ایک پورا ادارہ ہے، جو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہا ہے۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک چھوٹا سا سٹیشن تھا جس کے کچھ علاقے میں اریگیشن کی کالونی تعمیر ہوئی ہے، وہاں پر بلڈنگ موجود ہے اور سٹاف کا تھوڑا عملہ بھی موجود ہے۔ جب سیلاب آتے ہیں اور کٹاؤ ہوتا ہے تو اُن پر ریسرچ Study Research Centre میں ہوتی ہے، جہاں پر فوری کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر یہ کام کرتے ہیں۔ اس کے متعلق definitely یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ کتنے کام ہو رہے ہیں لیکن ریسرچ کے جتنے بھی کام ہوتے ہیں اس میں پہلے model study ہوتی ہے اور research study ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ہوتی ہے۔ اس کا ہیڈ آفس اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں ہے، اس ریسرچ سنٹر کو بند نہیں کر رہے بلکہ اس پراجیکٹ کے لئے کچھ فنڈز کا مسئلہ ہے لیکن وہ کام کر رہا ہے اور functional ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال اُدھر سے آ رہا ہے جب آپ کی طرف سے آئے گا تو پھر آپ کو موقع دیں گے۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میری اطلاع کے مطابق اس ریسرچ سنٹر میں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ضمنی سوال کرنا کسی بھی معزز ممبر کا استحقاق ہوتا ہے وہ کسی طرف سے بھی ضمنی سوال کر سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ سوال اس طرف کا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ایڈوائزری کمیٹی میں نہیں ہوتے تو میں کیا کروں؟ مجھے آپ پر افسوس ہی ہو سکتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ ٹھیک ہے میں کمیٹی میں نہیں ہوتا، آپ کے والد بھی اس House میں رہے ہیں اور میں بھی اس وقت موجود تھا مگر جو House practice میں چلتی رہی ہے---

جناب سپیکر: شاہ صاحب! دیکھیں، جب کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے تو اس میں سارا کچھ consider کیا جاتا ہے۔ آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر کمیٹی میں دو تین ممبران پورے House کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو یہ زیادتی ہے---

جناب سپیکر: جی، پھر آپ ان کو Leader of the Opposition نہ بنائیں؟ یہ بہتر نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ اس پر ruling دیں---

جناب سپیکر: جی، میں ruling دے دوں گا، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کمیٹی rules کو violate نہیں کر سکتی---

جناب سپیکر: جی، rules کو violate نہیں کرتی ہے لیکن یہ ہمارا متفقہ طور پر فیصلہ ہوا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کمیٹی House کے اختیارات کو کم نہیں کر سکتی---

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ابھی اس پر ruling دیں---

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ruling دینے کا پابند نہیں ہوں۔ آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! House کے اختیارات کم کرنے والی ایڈوائزری کمیٹی کون ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے ساتھ تکرار نہ کریں، آپ بزرگوں کی جگہ پر ہیں اور میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جس طرح آپ کرتے ہیں تو اس سے میرا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں آپ کو ایسا کچھ کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا ایڈوائزری کمیٹی rules کو violate کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ اس پر اپنا فیصلہ دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر فیصلہ دیتا ہوں لیکن مجھے پہلے ان کی بات کا جواب لینے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ مہربانی کر کے اس طرح نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کمیٹی House کے اختیارات کو violate نہیں کر سکتی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ اپنی قیادت پر اعتماد نہیں کرتے؟ آپ لوگوں نے انہیں Leader of the Opposition کیوں بنایا ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! House تو rules کے violate ہو رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پھر اس کمیٹی میں خود جایا کریں، قائد حزب اختلاف کو کہیں کہ وہ نہ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: Rules کو معزز سپیکر بھی violate نہیں کر سکتا معزز Chair بھی نہیں کر سکتی، چیف منسٹر بھی نہیں کر سکتا اور قائد حزب اختلاف بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایڈوائزری کمیٹی کون ہوتی ہے؟ rules کو follow کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں rules کو follow کرتا ہوں۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میرے پاس رولز آف پروسیجر کی کتاب موجود ہے۔ آپ مجھے اس سلسلے میں rules بتادیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر انہیں میری بات اچھی نہیں لگتی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! اگر دوستوں کو میرے ضمنی سوال پر اعتراض ہے تو میں اپنے ضمنی سوال کا right اپنے دوستوں کو دے دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: ہمیں آپ کے ضمنی سوال پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب والا!یہ اسمبلی کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔

سید ناظم حسین شاہ:ضمنی سوال ایک ممبر کا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر:ان کا بولنا حق ہے، جی،آپ ان سے بات نہ کریں۔آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا!پہلے تو آپ اجازت دے دیتے تھے۔

جناب سپیکر:مجھے ان کا سوال سننے دیں اس کے بعد میں دیکھوں گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب والا!میرے سوال کے بعد یہ اپنا سوال کر لیں۔

جناب سپیکر:آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پوری دنیا کے اندر ریسرچ پر بہت زیادہ concentrate کیا جاتا ہے اور میری اطلاع کے مطابق محکمہ آبپاشی صوبے کا بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے۔

MR. SPEAKER: No cross talk.

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب والا!ریسرچ سنٹر کو ختم کر کے وہاں پر پتا نہیں کون کون سی بلڈنگیں کس کس کے لئے بنائی جا رہی ہیں۔ریسرچ سے متعلق جو پراجیکٹ چل رہے تھے ان کو بغیر کسی وجہ سے کیوں drop کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!ان کی بات کا جواب دیں۔

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!کوئی ریسرچ انسٹیٹیوٹ بند نہیں کیا جا رہا۔محکمہ آبپاشی کا وہاں پر آفس ہے اور وہاں پر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کام کر رہا ہے۔اس کے آگے نندی پور اس کا sub station ہے، ٹھوکر نیاز بیگ پر چھوٹا سا sub station ہے۔اس کے علاوہ اس ادارے نے وہاں پر جو کام کیا ہے وہ بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔اس ادارے میں ایران، یمن،لیبیا کے پراجیکٹ کی بھی سٹڈی کی گئی ہے۔یہ ریسرچ سنٹر زیر زمین پانی کی پوزیشن بتاتا ہے،اسی طرح ٹیوب ویل کے فلٹر کے ڈیزائن، آبپاشی کے طریقے اور اس کے علاوہ جتنے بھی ماڈل بنے ہیں پیسے غازی بروتھا پراجیکٹ بنا ہے، رسول پراجیکٹ بنا ہے تو ان سب کا اسی ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام ہو رہا ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ

اس ریسرچ کنسٹیٹیوٹ کو بند نہیں کیا جارہا بلکہ ایک ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک یونٹ ہے جو کہ فنڈ کی وجہ سے اس وقت functional نہیں ہے وہاں پر بھی سٹاف موجود ہے اور ہر قسم کا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ریسرچ سنٹر کی زمین ہے اس پر مزید کون سی بلڈنگیں بنائی جارہی ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے منصوبوں کو کیوں drop کر دیا گیا ہے اور وہاں پر بلڈنگ کس کے لئے اور کن کن مقاصد کے لئے تعمیر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہوگا کہ ٹھوکر نیاز بیگ میں محکمہ نہر کا کافی بڑا کیمپس تھا اس کے پاس ہی ایک خالی پلاٹ تھا، حالات کے تحت نئی بلڈنگیں بھی بنتی ہیں، اس میں ردوبدل بھی ہوتا ہے اس میں کوئی انہونی بات نہیں ہے وہاں پر ایک سو کنال کا پلاٹ تھا آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہاں پر ایک فلائی اوور برج بھی بنا ہے کچھ زمین اس میں آ گئی ہے اور کچھ محکمہ آبپاشی کے ملازمین کی رہائش کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ اس کی مین بلڈنگ اور مین آفس سیکرٹریٹ میں موجود ہے۔ نندی پور میں بھی موجود ہے، ٹھوکر پر بھی موجود ہے اسے بند کیا جارہا اور نہ ہی کسی اور محکمہ کو اس کی جگہ دی جارہی ہے۔ اگر کوئی سفید زمین جو فالتو پڑی ہوئی تھی وہاں پر اگر کوئی عمارتیں بنی ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کی عمارتیں بنی ہیں کسی اور کو وہ جگہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میرا مسئلہ صرف یہ ہے کہ میرا سوال آخر میں ہے آپ نے پہلے بھی مہربانی فرمائی تھی اور اب بھی فرمادیں کیونکہ یہ میرے حلقے کا معاملہ ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ تین ضمنی سوالات سے زیادہ کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال آ گے آ رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اس طرح معاملات چلتے جائیں گے تو پھر میرے سوال کے لئے ٹائم نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ تین ضمنی کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf. Question No. 7119 اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور۔ محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی نیلامی و دیگر تفصیلات

*7119: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ انہار کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کے رقبہ کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ریسٹ ہاؤس قابل رہائش اور کتنے بند پڑے ہیں؟

(ج) کتنے ریسٹ ہاؤسز کی اراضی پر کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں، ان کے زیر قبضہ اراضی کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

(د) اپریل 2008 سے اپریل 2010 تک جو ریسٹ ہاؤسز اس ضلع میں نیلام کئے گئے ہیں، ان کے نام اور رقم کی تفصیل نیز جن افسران کی زیر نگرانی نیلام کئے گئے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولپور کی حدود میں کل 24 ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کے رقبہ کی ریسٹ ہاؤس وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

ٹوٹل	خستہ حالت	ورکنگ کنڈیشن
24	04	20

(ج) درج ذیل ایک عدد ریسٹ ہاؤس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے۔

اسرانی رقبہ 07ایکڑ

(د) اپریل 2008 سے اپریل 2010 تک ضلع بہاولپور میں کوئی ریسٹ ہاؤس نیلام نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جز (ج) کا سوال اور جواب پڑھ دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! سوال یہ ہے کہ کتنے ریسٹ ہاؤسز کی اراضی پر کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں، ان کے زیر قبضہ اراضی کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

(ج) جناب والا! یہاں پر اسرانی ریسٹ ہاؤس ہے جس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے اور کل سات ایکڑ زمین ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! اس کا مطلب یہ ہے کہ On the floor of the House منسٹر صاحب اور ان کا ڈیپارٹمنٹ اور اس کے علاوہ جتنے بھی لوگ ہیں وہ یہ commit کر رہے ہیں کہ آرمی کا ناجائز قبضہ اس اسرانی ریسٹ ہاؤس پر موجود ہے۔ کیا اس کا یہی مطلب ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): یہ مطلب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جو انہوں نے جواب دیا ہے وہی آپ کو انہوں بتا دیا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ کوئی لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ریسٹ ہاؤس وہاں کینٹ کے قریب ہے ان کے زیر تصرف ہے قبضہ کی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! سوال میں واضح طور پر یہ لکھا گیا ہے کہ کتنے ریسٹ ہاؤسز پر کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں ان کے زیر قبضہ اراضی کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے۔ محکمہ نے اور وزیر صاحب نے On the floor of the House یہ جواب دیا ہے کہ درج ذیل ایک عدد ریسٹ ہاؤس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے۔ سوال ناجائز قابضین کے متعلق ہو رہا ہے اور انہوں نے یہ کہا

ہے کہ آرمی کا اس پر قبضہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں اب اس پر یہ کیا قانونی چارہ جوئی کریں گے ؟ان لوگوں نے کہہ دیا ہے کہ پاک آرمی کا اس ریسٹ ہاؤس پر ناجائز قبضہ ہے جس کا رقبہ سات ایکڑ ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ناجائز کا لفظ نہیں لکھا بلکہ قبضہ ہی لکھا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! قبضہ لکھا ہوا ہے اور سوال بھی واضح طور پر پڑھا گیا ہے۔ میں اس سوال کو دوبارہ پڑھ دیتی ہوں کہ کتنے ریسٹ ہاؤسز میں کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں ؟اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ایک عدد ریسٹ ہاؤس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے جس کا رقبہ سات ایکڑ ہے۔ چلیں، انہوں نے جرأت کرکے ایک بات کہی ہے، میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس پر انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے اور کیا ایکشن لیا جا سکتا ہے، پاک آرمی سے متعلق انہوں نے کیا چارہ جوئی کی ہے ؟

جناب سپیکر: اس ریسٹ ہاؤس کے بارے میں آپ نے کیا قانونی چارہ جوئی کی ہے ؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! منیس صاحب میں اتنی جرأت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ منیس صاحب نہیں ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے وزیر صاحب کہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ریسٹ ہاؤس کینٹ کے قریب تھا فوج کے اپنے strategic معاملات ہوتے ہیں اس وجہ سے ان کے زیر استعمال ہے۔ جہاں تک ناجائز قابضین کا تعلق ہے اور ہمیں زمین کی جو لسٹ دی گئی ہے اس کے مطابق اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! ان میں اتنی جرأت نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں اس کی تفصیل بتا رہا ہوں۔ ہمارے پاس پنجاب میں جو ٹوٹل ریسٹ ہاؤس ہیں ان کی تعداد 498 ہے، 75 ریسٹ ہاؤس surrender کئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں سردار ذوالفقار علی کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے جس میں ہمارے دو معزز ایم پی اے بھی شامل ہیں اس کے علاوہ فنانس سیکرٹری بھی اس میں شامل ہیں۔ چیئرمین پبلک سروس کمیشن کے ذریعے انہیں فروخت کیا جا رہا ہے بلکہ جو خستہ حال ہیں انہیں بھی فروخت کیا جا رہا ہے باقی زیر استعمال ہیں۔ یہ ریسٹ ہاؤس 1998 سے ان کے زیر استعمال ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! مجھے وزیر موصوف پر رحم آ رہا ہے، ترس آ رہا ہے کہ جب ان کے ڈیپارٹمنٹ نے categorically ایک بات کا جواب ایک جملے میں دے دیا ہے تو زیر استعمال کہہ کر اس کی ownership سے کیوں ہٹ رہے ہیں؟ سوال بالکل واضح ہے ایک جملے میں سوال ہے اور ایک ہی جملے میں اس کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ آرمی اس پر قابض ہے۔ اب ان کے پاس کچھ کہنے کے لئے نہیں ہے۔ انہیں اور ان کے ڈیپارٹمنٹ کو اب اخلاقی طور پر کیا کرنا چاہئے، آپ ہی مجھے بتادیں کہ انہیں اب کیا کرنا چاہئے؟ آرمی نے اگر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے جو 1998 سے یا 1970 سے ہے۔ جب یہ جواب دے چکے ہیں اور On the floor of the House ایک بات commit کر چکے ہیں، انہوں نے اپنے منہ سے جواب پڑھ کر سنا دیا ہے تو پھر اب ڈر کیوں رہے ہیں اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے اور اتنا خوف زدہ کیوں ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال برائے سوال ہے۔ میں نے بڑا واضح بتایا ہے کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال برائے سوال نہیں ہے۔ یہ کہہ دیں کہ میں ڈر رہا ہوں، میں کانپ رہا ہوں، میں منسٹر ہونے کے باوجود آرمی کے سامنے تھر تھر کانپ رہا ہوں اور میں اس سے آگے نہیں بول سکتا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب انہوں نے admit کر لیا ہے کہ آرمی کا قبضہ ہے۔ کیا ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہے کہ یہ ان سے واگزار کرائیں گے؟

جناب سپیکر: قانونی طریقے سے کرائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: اس کے لئے time limit بتادیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پاکستان کی آرمی کے زیر استعمال ہے۔ یہ کینٹ ایریا میں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سننے دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ کینٹ ایریا میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ کینٹ ایریا میں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): اور ان سے واگزار کرانے کے لئے کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر جی، قانونی طریقے سے کارروائی کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کارروائی کریں لیکن اس کے لئے time limit بتا دیں اور اس کی رپورٹ اس House میں دے دیں کہ کب تک یہ خالی کروالیں گے؟

جناب سپیکر: جی، اب وہ کہہ رہے ہیں کہ قانونی کارروائی کی رپورٹ House میں دے دیں۔ منسٹر صاحب! میں آپ سے جواب لے رہا ہوں کہ آپ قانونی طریقے سے کارروائی کریں گے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہیں vacate کرنے کا notice دے کر جو قانونی طریقہ ہوگا وہ اختیار کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے ایک تو یہ کہا ہے کہ پاکستان کی آرمی، میں نے تو کہا ہی نہیں تھا کہ انڈیا کی آرمی نے آکر اس ریسٹ ہاؤس پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ پاکستان کی آرمی نے قبضہ کیا ہے، کل چوہدری نثار نے بھی آرمی کے خلاف ایک بڑی جرائتمندانہ پریس کانفرنس کی ہے، آج یہاں پر بھی منسٹر صاحب نے بڑی جرأت سے کہا ہے کہ میں ناجائز قبضہ چھڑاؤں گا۔ میں یہ بات on record لانا چاہ رہی ہوں۔ اگر یہ لے کر نہ آئے۔۔۔

جناب سپیکر: بس اب آپ بات چھوڑیں، جو قانونی طریقے ہیں وہ اختیار کریں گے۔ بڑی مہربانی۔ No supplementary on it now اس پر تین سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7120 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور۔ محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*7120: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ انہار کی ملکیتی اراضی کی تفصیل موضع وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس اراضی کی سالانہ آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) محکمہ انہار کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے ان کے نام اور اراضی مع موضع کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) حکومت محکمہ انہار کی اراضی ان ناجائز قابضین سے کب تک واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ انہار کی ملکیتی اراضی 113 ایکڑ 04 کنال اور 10 مرلے ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ کی اراضی پر کوئی رقم خرچ ہو رہی ہے اور نہ ہی آمدن ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے رقبہ کی نیلامی پر پابندی لگا رکھی ہے۔

(ج) ضلع بہاولپور میں محکمہ کی ملکیتی 31 ایکڑ 07 کنال اور 09 مرلے اراضی جو کہ فورڈ بہاول فیڈر کے لئے درکار تھی رابطہ نہروں کی تعمیر کے بعد یہ فیڈر بنجر ہو گیا اور اس زمین پر کچی آبادی کے مکینوں نے قبضہ کر لیا تفصیل ناجائز قابضین ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ ہذا نے ڈی سی او بہاولپور اور ڈی پی او بہاولپور کے نام بمعہ لسٹ ناجائز قابضین بذریعہ لیٹر نمبر 79-1476 مورخہ 09-03-11 نمبر 4134 مورخہ 09-07-17 کے ذریعے آگاہ کیا ہوا ہے اس اراضی کو ناجائز قابضین سے خالی کرایا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: اب آپ کھڑے ہوئے ہیں؟ آپ اتنی late کھڑے ہوتے ہیں انہوں نے پہلے کھڑے ہو کر کہہ دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ کی اراضی پر کوئی رقم خرچ ہو رہی ہے اور نہ ہی آمدن ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے رقبہ کی نیلامی پر پابندی لگا رکھی ہے۔

اس میں سوال یہ ہے کہ یہ ساڑھے چار مربع رقبہ ہے اور اریگیشن کی جتنی بھی زمینیں ہوتی ہیں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ موگہ جات ہوتے ہیں۔اب یہ زمین بھی ہے، نہروں میں پانی بھی ہے اور موگہ جات بھی ہیں لیکن آمدن کوئی نہیں ہے۔ذرا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمادیں کہ ساڑھے چار مربع کسی نہ کسی کے ناجائز قبضہ میں ہے اور یہ فرما رہے ہیں کہ اس سے کوئی آمدن نہیں ہے؟ شکریہ

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اراضی زیر کاشت نہیں ہے، جب ستلج ویلی پراجیکٹ بنا تھا، جو ڈویلپمنٹ کا کام ہوتا ہے اس میں تمام تر مشینری، تمام مٹیریل محکمہ خود تیار کرتا ہے اور وہ محکمہ انہار کی زمین پر ہی ہوا تھا، وہاں پر کلائنٹ تھے بھٹہ جات تھے اس وجہ سے فورڈ بہاول کے پاس یہ بنائی گئی تھی۔ فورڈ بہاول کی جگہ پر چکوک ہیں جو اس میں لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ لمبی چوڑی بات چھوڑیں بلکہ یہ بتائیں کہ اس سے آپ کو کوئی آمدن ہو رہی ہے یا نہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وہاں کوئی زمین زیر کاشت نہیں ہے بلکہ وہاں کچی آبادی اور محکمہ BOR کو surrender کر رہا ہے تاکہ نئی پالیسی کے تحت اسے کچی آبادی declare کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اس میں ناجائز قابضین ہیں اور اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ فلاں فلاں تاریخ کو فلاں فلاں لیٹر کے ذریعے آگاہ کیا گیا ہے کہ اس اراضی کو ناجائز قابضین سے خالی کرایا جائے گا۔یہ سوال آج سے بیس مہینے پہلے پوچھا گیا تھا یہ تقریباً پونے دو سال بنتے ہیں۔انہوں نے پونے دو سال پہلے یہ کہا تھا کہ خالی کرایا جائے گا لہذا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ان پونے دو سالوں میں یہ کارروائی کہاں تک پہنچی ہے، انہوں نے کتنا رقبہ خالی کروالیا ہے اور کتنا کروا لیں گے؟ ان پونے دو سالوں میں ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرنے کی جو محکمے کی کارکردگی ہے کیا انہوں نے دس فیصد کر لی، نوے فیصد کر لی یا مکمل کر لی ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ زمین زیر کاشت نہیں تھی، یہ دو نہروں کے درمیان جگہ پڑی تھی وہاں ایک لنک نہر بہتی تھی جب دو نہریں بن گئیں تو اسے بند کر دیا گیا چونکہ وہ abandoned تھی اس میں چھوٹے چھوٹے غریب لوگ قابض تھے، پہلے یہی کہا گیا کہ

واگزار کرائیں گے اور اس کے لئے notice جاری کئے ہوئے ہیں لیکن ابھی جب میں نے ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ لی ہے تو سیکرٹری اور باقی ڈیپارٹمنٹ موجود تھا انہوں نے کہا کہ یہ زمین کسی کے استعمال کی نہیں ہے ہم اسے واپس ریونیو بورڈ کو surrender کر دیتے ہیں تاکہ وہ کچی آبادی declare ہو جائے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! خود محکمہ لکھتا ہے کہ ہم خالی کروا رہے ہیں، کرالیں گے اور یہ بیس مہینے پہلے کہا گیا تھا۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ انہوں نے ان بیس مہینوں میں اب تک کتنا رقبہ خالی کرالیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! latest position بتادیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ بتادیں کہ اب تک کتنا رقبہ خالی کرا چکے ہیں یا یہ صرف سوال میں لکھا ہی تھا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! latest position بتادیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ایک انچ رقبہ بھی خالی نہیں کروا سکے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسے نہ کریں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں کہ محکمہ اریگیشن بیس مہینوں میں ایک انچ رقبہ بھی خالی نہیں کروا سکا۔ یہ میری exact report ہے۔ سارا محکمہ بیٹھا ہے اگر کوئی اختلاف کرتا ہے تو بتادے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں ہوتا یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے نہ بتائیں۔ مجھے ان سے پوچھنے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو سمجھانے کے لئے generally بتا رہا ہوں۔

MR SPEAKER: Order please, Order please. Order in the House.

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے تمام محکموں کی ایسی اراضی لیز پر دی جاتی تھی لیکن 2005 میں اس پر پابندی لگ گئی تھی اور BOR کا لیٹر بھی میرے پاس ہے No.700/CLI/163۔۔۔

جناب سپیکر: گپ شپ کے لئے لابی ہے۔ آپ ادھر گپ شپ لگا سکتے ہیں۔ محترمہ! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریونیو بورڈ نے 2005 میں زمین لیز پر دینے پر پابندی لگادی۔اس پابندی کے بعد وہ لیز پر نہیں دی جاسکتی تھی لہذا وہاں پر جو کچی آبادی بیٹھی تھی تو حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان غریب لوگوں کو کچی آبادی کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں اس لئے یہ کچی آبادی میں شامل کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب یہ کچی آبادی میں شامل ہو چکی ہے۔جناب محمد شفیق خان صاحب!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں ابھی پہنچی ہوں، میں معذرت خواہ ہوں کہ میں تھوڑی تاخیر سے پہنچی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب تو میں آپ کے سوال سے آگے جاچکا ہوں۔بتائیں اب میں کیا کروں؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، بڑی ہمت سے بعد میں آئی ہیں ان کو ضمنی سوال کر لینے دیں۔جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں۔جواب کے جز (د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ ہذا نے ڈی سی او بہاولپور اور ڈی پی او بہاولپور کے نام مع لسٹ ناجائز قابضین بذریعہ لیٹر نمبر 147679 مورخہ 11۔مارچ 2009 وغیرہ کے ذریعے آگاہ کیا ہوا ہے، اس اراضی کو ناجائز قابضین سے خالی کرایا جائے۔میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اگر 2009 میں یعنی آج سے تین سال پہلے انہوں نے لیٹر دیا ہوا ہے تو اب تک اس سلسلہ میں کیا کارروائی ہوئی ہے؟ کیا ابھی تک وہ لیٹر سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں اور کس چیز کے انتظار میں ہیں کہ وہ اس ناجائز قبضے سے اچھی طرح فائدہ اٹھالیں، حکومت اور عوام کو بھی نقصان پہنچالیں۔میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ اس لیٹر پر کب عملدرآمد ہوگا؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر efforts کی گئی تھیں لیکن law & order کا مسئلہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے یہی فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ یہ زمین محکمہ آبپاشی کے کسی استعمال میں نہیں ہے، lease پر دینے پر پابندی ہے اور یہ زمین خالی پڑی ہے اس لئے اسے dispose of کرنے کے لئے ڈی او آر کو لکھا جا رہا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتادیں کہ یہ زمین ناجائز قابضین سے کب خالی کرائی جائے گی، تین سال پہلے لیٹر لکھا جا چکا ہے تو منسٹر صاحب ذرا اس کی تفصیل بتادیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ وہاں پر لوگوں کی آبادی ہے۔ پہلے یہ زمین lease پر دی جاتی تھی لیکن 2005 سے lease پر پابندی لگ چکی ہے۔ یہ خالی زمین تھی جس پر غریب لوگ بیٹھے ہیں۔ جب انہیں وہاں سے بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی تو امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو گیا چنانچہ اب اس زمین کو ڈی او آر کو surrender کر کے کچی آبادی میں convert کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کا جواب تو آ گیا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب نے جواب تو دے دیا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میری تسلی نہیں ہوئی۔ امن وامان تو ویسے ہی پورے پاکستان میں نہیں ہے۔ میں تو یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس زمین کو ناجائز قابضین سے کب خالی کرایا جائے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس زمین کو کچی آبادی میں convert کیا جا رہا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں ایسے قابضین ہیں، illegal occupants ہیں اور اس زمین کو کچی آبادی declare کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ اس زمین کو غریبوں کے لئے کچی آبادی declare کیا جا رہا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 7121 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی، زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کی تفصیلات

*7121: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجر خان ضلع راولپنڈی میں زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے کیا حکومت چھوٹے ڈیمز اور بند باندھ کر پانی جمع کرنے کے منصوبے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کیا حکومت پانی اکٹھا کرنے کے لئے موجودہ تالابوں کو گہرا کرنے اور sides پختہ کرنے کے لئے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ برسات کا پانی اکٹھا کر کے پانی کی روزمرہ ضرورت کو پورا کیا جا سکے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے گوجر خان ضلع راولپنڈی میں زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے چار عدد ڈیمز مالی سال 1971 سے 2008 تک (ڈونگی، نرالی، جمال، اور پھلینہ ڈیم) تعمیر کئے ہیں اور ایک عدد ڈیم گہان زیر تعمیر ہے جو کہ 30-06-2012 تک مکمل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک عدد ڈیم موہڑا اشرا کے نام سے PSDP پروگرام کے تحت تجویز کیا ہوا ہے فنڈز کی فراہمی کی صورت میں یہ سکیم فوراً شروع ہو سکتی ہے تاحال فنڈز دستیاب نہ ہیں۔

(ب) تالابوں کو گہرا کرنا محکمہ ہذا کے دائرہ کار میں نہیں ہے اور اب تک جو ڈیمز بن چکے ہیں تاحال انہیں گہرا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں تین چھوٹے dams کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سوال 8 جون 2010 کو دیا گیا اور اس میں پوچھا گیا تھا کہ گوجر خان ضلع راولپنڈی میں کون سے چھوٹے dams بنائے گئے ہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "سال 1971 سے 2008 تک ڈونگی، نرالی، جمال اور پھلینہ ڈیم تعمیر کئے گئے ہیں جو کہ 20-06-2012 کو مکمل ہو جائیں گے۔" میری اطلاع کے مطابق ان dams کو بنا کر وہاں پر خوبصورت سیر گاہیں تعمیر کر دی گئی ہیں لیکن ان کا بنیادی مقصد پورا نہیں ہوا یعنی یہاں سے زمینداروں کو آبپاشی کے لئے پانی مہیا نہیں کیا جا رہا تو وزیر صاحب مجھے بتا دیں کہ کیا یہاں سے زمینداروں کو آبپاشی کے لئے پانی فراہم کیا جا رہا ہے، اگر کیا جا رہا ہے تو اس کا کتنا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال گوجر خان کے حوالے سے ہے۔ گوجر خان میں ڈونگی، نرالی، جمال اور پھلینہ ڈیمز پہلے بن چکے ہیں۔ ابھی وہاں پر گہان ڈیم بن رہا ہے۔ یہ ڈیم 2012 کے آخر میں مکمل ہونا ہے۔ جہاں 8100 کیوسک پانی store ہو گا جس سے تین ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکے گا۔ اس پر 425 ملین روپے لاگت آ رہی ہے اور اس کا 83 فیصد کام ہو چکا ہے۔ ڈیم اور سپل وے کا کام مکمل ہے۔ حصول اراضی میں کچھ مشکلات آ رہی ہیں کیونکہ یہ زمین حساس حلقے میں پڑتی ہے۔ پہلے

feasibility بنتی ہے کہ یہ ڈیم کتنے area کو سیراب کرے گا اور کتنے علاقے کے لوگوں کو پینے کا پانی ملے گا۔ جب یہ ڈیم مکمل ہو جائے گا تو تین ہزار ایکڑ زمین کو سیراب کرے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس سوال کو پورا پڑھ چکی ہوں اور میں نے categorically معزز وزیر صاحب سے ان dams کے بارے میں پوچھا ہے جو کہ تعمیر ہو چکے ہیں جن میں ڈونگی، نرالی، جمال اور پھلینہ ڈیمز شامل ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ PSDP پروگرام کے تحت تجویز ہوئی ہے اور اس کے funds نہیں ہیں۔ جس ڈیم کا منسٹر صاحب ذکر کر رہے ہیں میں اس بارے میں نہیں پوچھ رہی بلکہ میں ان dams کے متعلق پوچھ رہی ہوں جو کہ 1971 سے 2008 تک تعمیر کئے گئے ہیں۔ مجھے منسٹر صاحب بتائیں کہ ان dams کا command area کتنا ہے اور ان کا کتنا آبیانہ لیا جا رہا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پھلینہ ڈیم 2008 میں مکمل ہوا اور یہ 2200 ایکڑ زمین سیراب کرے گا۔ اس میں 5250 ایکڑ فٹ پانی store ہوگا۔ سیرابی کے لئے نہریں بنائی جا رہی ہے اور ابھی ان نہروں کو چلانے کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ اس کا تجویز شدہ command area تقریباً 2200 ایکڑ ہے لیکن فی الحال یہ 500 ایکڑ کو سیراب کرے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہوا کہ میری information بالکل صحیح ہے کہ ابھی یہ dams صرف سیر گاہیں ہی ہیں۔ یہ 2008 سے مکمل ہو چکے ہیں اور آج 2012 ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یکم مارچ 2012 کو یہ سوال کر رہی ہوں اور آج بھی یہی جواب دیا جا رہا ہے کہ ہو جائے گا، کر دیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمینی حقائق کچھ بھی نہیں ہیں اور عملی طور پر ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ اب اس حکومت کے جانے کے دن آ گئے ہیں تو مہربانی کر کے اس حوالے سے کوئی ایک تاریخ دے دیں اور کوئی ایک time period بتا دیں کہ کب تک یہ dams زمینوں کو سیراب کرنا شروع کر دیں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اچھی دعا مانگا کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر یہ حکومت کسانوں کے لئے بھی کچھ کر جائے تو وہ بڑی دعائیں دیں گے۔ پانی کسانوں کی lifeline ہے۔

جناب سپیکر: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔ اللہ خیر کرے گا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! issue یہ ہے کہ small dams پوٹھوہار کے علاقے میں ہیں۔ جہاں پر زمین پہاڑی اور ناہموار ہے۔ یہ کسانوں پر depend کرتا ہے کہ وہ اس سے پانی حاصل کریں۔ محکمہ آبپاشی کا کام small dams بنانا ہے آگے زمین کو سیراب کرنے کے لئے پانی farmers لے کر جاتے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے ایک سکیم بنائی ہے اور Water Management کے ذریعے ہم انہیں نالے بنا کر دیتے ہیں لیکن وہاں پر پہلے سے practice یہ چل رہی ہے کہ زمیندار خود پانی لے کر جاتے ہیں۔ جب زمینداروں کو پانی کی ضرورت ہو گی تو وہ پانی لے جائیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! موگے زمیندار نے نہیں بنانے، اس کا command area زمیندار نے طے نہیں کرنا۔ زمیندار نے ڈولوں اور بالٹیوں میں پانی لے کر نہیں جانا۔ منسٹر صاحب یہ کس طرح کا جواب دے رہے ہیں؟ کھالہ جات زمیندار نے نہیں بنانے۔ یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور منسٹر صاحب بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ آپ نے ابھی کہا ہے کہ "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" میں یہ کہتی ہوں کہ اس حکومت کا یہ وتیرہ ہے کہ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔ یہ صرف زبانی کلامی اور کاغذی کارروائی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

جناب سپیکر: زبانی کلامی نہیں بلکہ یہاں جو بات ہو گی وہ مکمل ہو گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کسانوں اور زمینداروں کو اس حکومت کی طرف سے تو صاف جواب ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سال پوٹھوہار کے علاقے کے لئے نئے dams اور نہریں بنانے کے لئے 75 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ پھلینہ ڈیم تحصیل گوجر خان میں نہیں بلکہ یہ تحصیل کلر سیداں میں واقع ہے جو کہ میرا حلقہ ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جوابات لگاتار غلط آرہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے بھی dams کا جواب میں ذکر کیا گیا ہے ان کا command area develop کرنے کے لئے ان کو کتنا عرصہ درکار ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس حوالے سے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کے شیر علی خان صاحب بھی ممبر ہیں۔ اس کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق command area کو develop کرنے

Water سے غرض کی پانی مہیا کرنے اور ہیں جا رہے بنائے projects سے علیحدہ لئے کے Management کے تحت نالے بنانے میں زمینداروں کی مدد کی جائے گی۔اس منصوبے پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب شیر علی خان: کتنے عرصہ تک یہ کام شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): انشاء اللہ تعالیٰ اس منصوبے پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7357، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، بارانی و بنجر رقبہ کو آباد کرنے کی تفصیلات

*7357: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں نہری نظام رقبہ کے حساب سے ناکافی ہے؟

(ب) کیا حکومت بارانی رقبے کو آباد کرنے یا زرخیز بنانے کے لئے کوئی نہری پانی کا انتظام کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جزوی درست ہے۔ ضلع گجرات میدانی اور پوٹھوہاری رقبہ پر مشتمل ہے جبکہ نہری نظام صرف میدانی علاقہ اور خاص طور پر نہری کمانڈ ایریا کے لئے بنایا گیا ہے

(ب) بارانی رقبہ کے لئے نہری پانی کے انتظام کرنے کا کوئی منصوبہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) کے حوالے سے ہے کہ ضلع گجرات میں میدانی علاقے اور نہری command area کے کتنے رقبے کو نہری پانی کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: .Order please گپ شپ کے لئے آپ لابی میں تشریف لے جائیں۔ منسٹر صاحب محترمہ کا ضمنی سوال نہیں سُن سکے۔ محترمہ! آپ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ ضلع گجرات میں میدانی علاقے اور نہری command area کے کتنے رقبے کو نہری پانی کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع گجرات میں کل رقبہ 793000 ایکڑ ہے جبکہ 116682 ایکڑ رقبے کو نہری پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور باقی غیر نہری زمین 676000 ایکڑ ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات کے ہزاروں ایکڑ رقبہ کو نہری پانی نہ مل رہا ہے۔ کیا حکومت مذکورہ رقبہ کو نہری پانی فراہم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے اگر حکومت کوئی منصوبہ بندی نہیں کر رہی تو وہ کیوں نہیں کر رہی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اپر جہلم کینال سے ضلع گجرات کے ایک لاکھ سولہ ہزار چھ سو بیاسی ایکڑ رقبہ کو نہری پانی سے سیراب کیا جا رہا ہے۔ کل اکیس نہریں ہیں جن میں سے دس نہریں سالانہ ہیں اور گیارہ ششماہی ہیں۔ ضلع گجرات کی ان کمانڈز زمین چھ لاکھ ستر ہزار ایکڑ ہے چونکہ وہ پوٹھوہار کا علاقہ ہے، زمین اونچی ہے۔ 2004 میں جب منگلا ڈیم کی raising ہو رہی تھی تو اُس وقت وفاقی حکومت نے مرالہ منگلا لنک کے نام سے ایک proposal بنائی تھی جس سے پچاس ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہونا تھا لیکن وہ تجویز اُس وقت قابل عمل نہ تھی اس لئے اُس سکیم پر عملدرآمد نہیں ہوا اور ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے یہ سکیم ڈراپ ہو گئی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ حکومت اگلے بجٹ میں ضلع گجرات کے چھوٹے کسانوں کے لئے پانی کی کمی کو پورا کرنے اور اُنہیں فائدہ پہنچانے کی غرض سے کوئی سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب! اس کی feasibility دیکھیں اگر ہو سکتا ہے تو پھر ضرور بنائیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ علاقہ نہر سے دوسری طرف ہے اس لئے وہاں پر اپر جہلم کینال سے پانی نہیں جا سکتا البتہ لنک کینال بنانی پڑے گی لیکن اُس کے لئے وفاقی حکومت نے وسائل فراہم کرنے ہیں۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! یہاں پر نہری پانی کی کمی کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی۔ شجاع آباد اور جلال پور پیر والا ضلع لودھراں کے کڑوے پانی کے ایریا میں آج کل ششماہی نہروں میں پانی نہیں دیا جا رہا اور وہاں پر بارش بھی نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے وہاں پر جانور مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Water Accord 1991 کے مطابق پانی کے shares تمام صوبوں کے درمیان ہو چکے ہیں۔ تمام کینال سسٹم کے پانی مقرر شدہ ہیں اُس میں تو کوئی ردوبدل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ارسا کا function ہے تاہم ممکن ہوا تو ان ششماہی نہروں میں پانی چھوڑا جائے گا۔

جناب سپیکر: Question Hour is over now.

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع اوکاڑہ، چک عمر سکھالا دھو کا میں وارابندی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7384: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک عمر سکھالا دھو کا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں لالو گڈراجباہ نہری پانی کی وارابندی کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اریگیشن کے عملہ نے بااثر زمینداروں سے ملی بھگت کر کے چھوٹے کسانوں کا پانی کاٹ کر بڑے زمینداروں کو دے دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں کے افسران اور موجودہ پٹواری کی وارابندی میں بے قاعدگیوں کی وجہ سے چھوٹے کسانوں کا ہر سیزن میں پانی کاٹ دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ اریگیشن کے عملہ نے کسی سے ملی بھگت نہ کی ہے اور نہ ہی کسی زمیندار کا پانی کاٹا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کسی بھی زمیندار کا پانی نہ کاٹا گیا ہے اگر کوئی اہل کار ایسے کسی فعل کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف قانونی تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سرگودھا۔ڈرینیج سسٹم کی بحالی کی تفصیلات

*7565: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل و ضلع سرگودھا کی ڈرینیج سسٹم کی بحالی کی درج ذیل سکیمیں 09۔08۔08 کو منظور ہوئی تھیں اور سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 11۔2010 میں ان سکیمیوں کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

نام منصوبہ جات

1- ری ماڈلنگ مونا ڈرینیج سسٹم تحصیل و ضلع سرگودھا

2- بحالی ڈرینیج سسٹم سرگودھا زون

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکیموں پر کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان سکیموں پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ کب شروع ہو گا اور ان کی تکمیل کب تک ہو سکے گی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیمیں سال 10۔2009 میں منظور ہوئیں اور فنڈز ترقیاتی پروگرام برائے سال 11۔2010 میں مذکورہ سکیموں کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے مذکورہ سکیموں کا کام جاری ہے۔

(ج) دونوں سکیموں کا کام شروع ہو چکا ہے جو کہ دو سالوں پر محیط ہے امید ہے کہ مذکورہ سکیمیں فنڈز کی فراہمی کی صورت میں ممکنہ طور پر جون 2012 تک مکمل ہو سکیں گی۔

سال 2009-10، دریاؤں کے بند/پشتہ جات کی تعمیر و مرمت کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیلات

*7574: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال10۔2009 کے دوران حکومت نے بجٹ میں کس کس دریا پر بند/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت کے لئے فنڈز مختص کئے تھے؟

(ب) ان بند/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت کب مکمل ہوئی ہر بند/پشتہ جات پر کتنی رقم علیٰحدہ علیٰحدہ خرچ ہوئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان بندوں/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایت موصول ہوئی؟

(د) ناقص مٹیریل کی شکایت پر کیاانکوائری کی گئی؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال10۔2009 کے دوران حکومت نے بند/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت کے لئے مندرجہ ذیل فنڈز مختص کئے تھے۔

نام دریا	روپے(ملین)
(۱) دریائے سندھ	162.279
(۲) دریائے جہلم	8.613
(۳) دریائے چناب	98.500
(۴) دریائے راوی	42.200
(۵) دریائے ستلج	3.000

(ب) ان بند/پشتہ جات کی تعمیر ومرمت10۔2009 میں مکمل ہوئی ہر بند/پشتہ جات پر علیٰحدہ علیٰحدہ جو رقم خرچ ہوئی اسکی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے ان بندوں/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی۔

(د) ناقص مٹیریل کی کوئی شکایت موصول ہوئی اور نہ ہی کوئی انکوائری کی گئی۔

ضلع سرگودھا۔ڈرین اور سیلابی نالوں کی تفصیلات

*7577: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھامیں کتنی ڈرین اور سیلابی نالے ہیں ان کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان ڈرین اور سیلابی نالوں کی سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران صفائی اور کھدائی پر کتنی رقم سال وار خرچ ہوئی؟

(ج) ان میں سے کس کس ڈرین اور نالے کی پوزیشن کس وجہ سے خراب ہے؟
(د) حکومت ان ڈرین اور نالوں کی کھدائی اور صفائی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں کل 158 ڈرین ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں ڈرینوں کی صفائی و کھدائی کے لئے درج ذیل رقم خرچ کی گئی

مالی سال	رقم
09۔2008	-/32759112 روپے
10۔2009	-/30536136 روپے
کل اخراجات	-/63295248 روپے

(ج) سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں جن سیم نالوں کی صفائی و کھدائی کرائی گئی تھی ان کی پوزیشن بارشوں کی وجہ سے خراب ہوئی تھی جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں جن سیم نالوں کی کھدائی و صفائی کی اشد ضرورت تھی تفصیل جز(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کی باقاعدہ ورک پلان کی منظوری کے بعد اور فنڈز کی دستیابی پر بذریعہ ایکسیویٹر مشین محکمہ انہار مشینری سرکل لاہور سے کھدائی و صفائی کرا دی گئی۔

ضلع شیخوپورہ، سیم نالہ پر پل کی تعمیر کا معاملہ

*8225: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں سیم نالہ از کھوڑی (100 موریہ پل) تا ڈیک نالہ بمقام رہائشی ڈیرہ کرڑ برادری بر لب سیم نالہ مذکور برجی نمبر 2 مفاد عامہ کے لئے پل منظور ہو گیا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ پل کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے؟

(ج) اگر فنڈ مختص کیا گیا ہے تو کب تک متذکرہ پل بنا دیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ سیم نالہ ازکھوڑی تاڈیک نالہ (تنگل سادھاں ڈرین) کی برجی نمبر 0+000اور000+4پر ایک میل میں پہلے ہی دوپل موجود ہیں.

(ب) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے

(ج) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے

سرگودھا ڈویژن، ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ و دیگر تفصیلات

*8320: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا ڈویژن محکمہ آبپاشی کو سال09۔2008اور10۔2009 کے بجٹ میں کتنی رقم ترقیاتی، غیر ترقیاتی سالانہ پروگرام اورR&M کے لئے مختص کی گئی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی کتنیsurrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ملازمین /افسران کے ٹی اے /ڈی اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خریداری پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت /پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیلات ذیل میں بیان کی جاتی ہے.

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
1-سرگودھا ڈویژن لوئر جہلم کینال سرگودھا میں ترقیاتی فنڈز مختص نہ ہوا	Nil	Nil	Nil
2-غیر ترقیاتی کل بجٹ مختص ہوا	50.480	62.240	104.573
3-جوM&R میں کل بجٹ مختص ہوا	29.945	31.227	61.172

(ب) تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
1-غیر ترقیاتی فنڈ کی مد میں خرچ ہونے والی رقم	49.111	62.240	111.351
2- M&R کی مد میں خرچ ہونے والی رقم	29.945	31.227	61.172
3-بجٹ کی مد میں surrender ہونے والی رقم	Nil	Nil	Nil

(ج) تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر کل رقم خرچ ہوئی	45.461	50.583	96.044

(د) تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
کل رقم ملازمین / افسران کے ٹی اے / ڈی اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی	0.786	0.959	1.745

(ہ) سال 2008-09 اور سال 2009-10 میں کوئی گاڑی نہ خریدی گئی ہے۔

(و) تفصیل درج ذیل ہے:

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
کل رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی	1.404	1.651	3.055

(ز) سال 2008-09 اور سال 2009-10 میں ترقیاتی منصوبوں پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

صوبہ میں بھل صفائی کے لئے رکھی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*8849: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 2009-10 میں صوبہ میں بھل صفائی کے لئے کتنی رقم رکھی گئی تھی اور کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کن کن ڈویژن میں بھل صفائی کا کام مکمل کیا گیا اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال 2009-10 میں صوبہ میں بھل صفائی کے لئے کل مختص رقم 178.397 ملین روپے رکھی گئی جن میں سے 154.712 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(ب) صوبہ پنجاب میں جن زون میں بھل صفائی کی گئی ان کی تفصیل ڈویژن وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:-

ضلع مظفر گڑھ، تحصیل علی پور قصبہ لنگرواہ کے بند کو دوبارہ تعمیر کرنے کا معاملہ

*9141: سردار عامر طلال گوپانگ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کے قصبہ لنگر واہ کے فلڈ بند کو2010 میں آنے والا سیلاب بہا کر لے گیا تھا جس کی بناء پر ہزاروں کی تعداد میں آبادی بے گھر ہو گئی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بند کو دوبارہ تعمیر کرنے کا فی الفور ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اب تک جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ یہ ایک زمیندارہ بند تھا جس کا محکمہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

(ب) مذکورہ بند محکمہ آبپاشی کی ملکیت نہیں تھا پرائیویٹ طور پر زمینداروں نے محکمہ کے ڈیزائن پیرامیٹر کے بغیر ڈاول کی صورت میں تعمیر کرایا تھا اب ڈی جی خان اریگیشن زون کا ایک مشترکہ PC-1 بعنوان Restoration of Flood Bund damaged during flood 2010 میں اس کو اریگیشن کی specification کے مطابق شامل کیا ہوا ہے جو کہ گورنمنٹ آف پنجاب میں زیر غور ہے۔

راولپنڈی ڈویژن، محکمہ آبپاشی کے عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9152: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی ڈویژن کو سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ب) کتنا بجٹ کس کس مد میں خرچ ہوا؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کو تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) راولپنڈی ڈویژن میں سمال ڈیمز آرگنائزیشن کو سال 10-2009 کے دوران مبلغ 1062.725 ملین روپے اور 11-2010 میں مبلغ 812.962 ملین روپے بجٹ فراہم کیا گیا۔

(ب) سال 2009-10 اور 2010-11 میں فراہم کئے گئے فنڈز اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	نئے ڈیمز کی تعمیر	انویسٹیگیشن / فزیبلٹی خرچ	ملازمین کی تنخواہیں	ٹی اے / ڈی اے	ڈیمز کی سالانہ مرمت	پٹرول	ٹرانسپورٹ / مرمت
فراہم کئے گئے فنڈز (2009-10)	955.838	29.203	55.126	2.819	19.524	4.819	2.396
اخراجات (2009-10)	955.220	29.203	50.741	2.727	19.466	4.681	2.272
فراہم کئے گئے فنڈز (2010-11)	698.400	7.000	72.546	3.378	23.465	6.013	2.160
اخراجات (2010-11)	334.903	6.999	71.722	3.283	21.747	5.849	2.158

(ج) سال 10-2009 میں کوئی نیا منصوبہ مکمل نہ ہوا جبکہ سال 11-2010 میں ڈھوک جھنگ ڈیم مبلغ 217.50 ملین روپے کی لاگت سے مکمل ہوا۔

(د) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر سال 10-2009 کے دوران 50.741 ملین روپے، ٹی اے ڈی اے کی مد میں 2.727 ملین روپے خرچ ہوئے۔ سال 11-2010 کے دوران تنخواہوں پر 71.722 ملین روپے، ٹی اے ڈی اے پر 3.283 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر سال 10-2009 کے دوران 2.272 ملین روپے اور پٹرول پر 4.681 ملین روپے خرچ ہوئے۔ سال 11-2010 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر 2.158 ملین روپے اور پٹرول پر 5.849 ملین روپے خرچ ہوئے۔

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ آبپاشی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*9505: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کی ضلع گوجرانوالہ میں کتنی اراضی کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر کون کون ناجائز قابض ہے ناجائز قابضین کے نام اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کتنی اراضی محکمہ کی طرف سے کن کن لوگوں کو لیز / پٹہ / ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

(د) محکمہ کی اس ضلع کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن اور اخراجات سال وار بتائیں، آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کی کل اراضی 153.67 ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	موضع	رقبہ
1	ابدال	08 ایکڑ
2	گاکیوالی	12 ایکڑ

3	ونیہ والا	47ایکڑ
4	کوٹلی ادو	4.58ایکڑ
5	راہوالی	05ایکڑ
6	پپلی والا	7.02ایکڑ
7	کوٹ باقر	9.38ایکڑ
8	کوروٹانہ	17.22ایکڑ
9	رتوکی	18.08ایکڑ
10	رکھ ساہیانوالی	17.33ایکڑ
11	لالوپور بنگلہ	4.54ایکڑ
12	سادھوکی بنگلہ	3.52ایکڑ

(ب) اولڈ کینال یو سی سی واقع رقبہ 67 ایکڑ، مواضعات، ابدال، گاگیوالی، ونیہ والا اور 03 کنال رقبہ سادھوکی بنگلہ میں افواج پاکستان کے زیر استعمال ہے۔
کوٹلی ادو میں واقع 4.58 ایکڑ رقبہ ,ڈی آئی جی پولیس گوجرانوالہ کے زیر استعمال ہے جبکہ راہوالی میں 05 ایکڑ رقبہ محکمہ ایجوکیشن کے پاس ہے جہاں گورنمنٹ کالج فار بوائز بن چکا ہے۔

(ج) کوئی اراضی لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر نہ دی گئی ہے ,کیونکہ حکومت پنجاب نے لیز پر پابندی لگا رکھی ہے۔

(د) کوئی آمدن نہ ہوئی ہے۔

بہاولنگر-نہر میں شگاف پڑنے سے سینکڑوں ایکڑ اراضی کے تباہ ہونے کی تفصیلات

*9507: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر کے موضع چوغطہ ارائیاں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی جس پر گندم کی حالیہ فصل کھڑی تھی وہ نہر کے ٹوٹنے سے تباہ ہو گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار کو بروقت مطلع کرنے کے باوجود اس کا کوئی عملہ یا افسر موقع پر نہ پہنچا اور اس گاؤں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت نہر کا شگاف پر کرنے کی کوشش کی؟

(ج) اس نہر کے ٹوٹنے سے اس موضع کی کتنے ایکڑ اراضی جس پر فصلیں تھیں، زیر آب آئی ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(د) اس کے ذمہ دار کون کون ملازم ہیں، ان کو کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے متذکرہ نہر کے ٹوٹنے سے صرف 34.87 ایکڑ رقبہ زیر آب آیا تھا جس کا زیادہ حصہ غیر آباد تھا تاہم گندم کی فصل کا کوئی نقصان نہ ہوا تھا۔

(ب) درست نہ ہے بوجہ بارش نہر ٹوٹی تھی محکمہ نے خود نہر کا شگاف پر کیا تھا۔

(ج) صادقیہ کینال ڈویژن کے جالوالہ سب ڈویژن سیکشن FO جالوالہ میں اس نہر کے ٹوٹنے کی وجہ سے صرف 34.87 ایکڑ اراضی زیر آب آئی تھی مالکان رقبہ کے نام درج ذیل ہیں۔

(1)	محمد حنیف ولد عبدالرحمٰن	(2)	غفور احمد ولد عبدالرحمٰن
(3)	رانا عباس ولد محمد انور	(4)	منظور احمد ولد عبدالرحمٰن
(5)	صدیقہ حفیظ بیوہ محمد حفیظ	(6)	راشد صدیق ولد محمد صدیق
(7)	جمیل احمد مانڈل		

(د) بارش ہونے کی وجہ سے نہر میں شگاف پڑا تھا کسی ملازم کی غفلت یا لاپرواہی کی وجہ سے نہر نہیں ٹوٹی تھی۔

آر کیو لنک کینال رسول قادر آباد لنک کینال کے کناروں کو مضبوط بنانے کے اقدامات

*9609: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر کیو لنک (رسول قادر آباد لنک کینال) کا منظور شدہ ڈسچارج 18 ہزار کیوسک ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کی سب سے بڑی رابطہ نہر ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے اس نہر کے کنارے انتہائی خستہ اور پانی کا دباؤ برداشت کرنے کے قابل نہ ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر سے ہر سال سیلاب کے دنوں میں کافی جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بابت وزیر اعلیٰ اور سیکرٹری آبپاشی کو درخواستیں دی گئی تھیں اور انہوں نے اس کے کناروں کو مضبوط بنانے کے لئے سال 11۔2010 کے ADP میں رقم بھی مختص کی تھی؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال 11-2010 ختم ہو گیا ہے لیکن اس سکیم پر ابھی تک کام شروع نہ ہوا ہے جبکہ سیلاب کا موسم سر پر ہے؟

(ز) کیا حکومت اس نہر کے سابقہ سیلاب سے ہونے والے نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے کنارے جلد از جلد مضبوط بنانے کی سکیم پر کام شروع کروانے کو تیار ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے آر کیو لنک کا منظور شدہ پانی 19000 کیوسک ہے۔

(ب) درست نہ ہے صوبہ کی سب سے بڑی رابطہ نہر بی ایس لنک ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) درست ہے سال 11۔2010 کی ADP نمبر 2233 کے تحت 50 ملین روپے allocate کئے گئے تھے تاہم فنڈز جاری نہ ہوئے۔

(و) درست ہے۔

(ز) مالی سال 12۔2011 میں سکیم نمبر 1363 کے تحت سکیم Protecting Banks of R.Q Link from RD. 129-145256/Tail کا PC-I جس کی مالیت 86.62 ملین روپے ہے، منظور ہو چکا ہے جس کے لئے 50 ملین روپے release ہو گئے ہیں جس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

نہر ایل بی ڈی سی کے رقبہ پر قبضہ کی تفصیلات

*9735: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر ایل بی ڈی سی کے ساتھ کافی سرکاری رقبہ عوام کے زیر قبضہ ہے؟

(ب) اگر ہے تو کتنا رقبہ زیر قبضہ ہے؟

(ج) حکومت اس رقبہ کو خالی کروانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور کیا یہ بھی ارادہ رکھتی ہے کہ ایسے رقبے کو پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کے ذریعہ نیلام کر دیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) ایل بی ڈی سی نہر کے ساتھ ساتھ ملحقہ تقریباً697.26ایکڑ رقبہ پر مختلف لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے۔

(ج) حکومت کی ہدایات کے مطابق محکمہ مال اور پولیس اتھارٹیز کے تعاون سے ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کرانے کی متواتر کوشش کی جارہی ہے۔ بیشتر قابضین نے مختلف عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر کے اس رقبہ پر اپنا ناجائز قبضہ جمایا ہوا ہے۔ یہ رقبہ strip area ہے جو کہ محکمہ کی پیشہ وارانہ ضروریات کے لئے مخصوص ہے چونکہ ایل بی ڈی سی کی ری ماڈلنگ کا کام شروع ہو چکا ہے لہذا اس رقبہ کو نیلام نہیں کیا جا سکتا۔

سرپلس اراضی کو پٹہ پر دینے پر پابندی کی تفصیلات

*9736: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے سرپلس اراضی کو پٹہ پر دینے پر پابندی لگا رکھی ہے، یہ پابندی کب سے لگائی گئی ہے؟

(ب) پابندی لگائے جانے کے بعد اس اراضی کو کس طریقہ سے استعمال کیا گیا اور حکومت کو کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ پابندی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سرپلس اراضی کو پٹہ پر دینے پر پابندی لگا رکھی ہے اور یہ پابندی بذریعہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نوٹیفکیشن CLI-700/2005-834 مورخہ 16-03-2005 لگائی گئی۔

(ب) حکومت کی پالیسی کے تحت سرپلس زمینیں بورڈ آف ریونیو پنجاب کے حوالے کر دی گئی ہیں اور کوئی آمدن نہ ہوئی۔

(ج) پالیسی میٹر ہے۔

صوبہ میں نہروں کی لائننگ کی تفصیلات

*9815: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہری پانی کے ضیاع کو روکنے کے لئے نہروں کی لائننگ ایک اہم قومی معاملہ ہے؟

(ب) کیا محکمہ انہار نے صوبہ میں مالی سال 11-2010 میں نہروں کی لائننگ کا کوئی پراجیکٹ شروع کیا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ نہری پانی کے ضیاع کو روکنے کے لئے نہروں کی لائننگ ایک اہم ذریعہ ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ انہار نے صوبہ میں مالی سال 11-2010 میں نہروں کی لائننگ کا پراجیکٹ شروع کیا ہے۔

ضلع بہاولنگر: منظور شدہ نہری پانی کی تفصیلات

*9879: چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر کا منظور شدہ نہری پانی کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر کو منظور شدہ پانی سے کم مقدار میں پانی مہیا کیا جارہا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کم مقدار میں پانی مہیا کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر کا منظور شدہ نہری پانی 10267 کیوسک ہے۔

(ب) اگست 2011 تک پانی پورا ملتا رہا اور اب نہروں کا بیڈ سلٹ اپ ہونے کی وجہ سے کم پانی مل رہا ہے۔

(ج) نہروں کا بیڈ سلٹ اپ ہونے کی وجہ سے نہریں پانی کم لے رہی ہیں۔ سالانہ بندی کے دوران بھل صفائی کرنے سے نہریں بمطابق حق پانی لے سکیں گی۔

ضلع بہاولنگر: نہروں کی بھل صفائی کی تفصیلات

*9880: چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں نہروں کی بھل صفائی آخری بار کب کروائی گئی؟

(ب) اس بھل صفائی پر کل کتنا خرچ آیا؟

(ج) کون کون سی نہروں کی بھل صفائی کروائی گئی، ان نہروں کی لمبائی علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر میں آخری بار بھل صفائی 11-2010 میں کروائی گئی۔

(ب) اس بھل صفائی پر 3.331 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) بہاولنگر کینال سرکل میں دوران سال 11-2010 میں آٹھ نہروں کی بھل صفائی کروائی گئی جن کی تفصیل (Annex-J) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور۔ زرعی اراضی کو پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*9962: محترمہ انیلہ اختر چوہدری: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے رقبہ کو محکمہ کی طرف سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع کی لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی پانی کی عدم فراہمی کی وجہ سے بے کار پڑی ہے؟

(ج) حکومت نے پچھلے تین سالوں کے دوران اس ضلع کی تمام زرعی اراضی کو پانی فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں 668133 ایکڑ رقبہ کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

(ب) جزوی متعلقہ نہ ہے البتہ نہری نظام کی حدود میں پانی کی عدم فراہمی کی وجہ سے کوئی زرعی اراضی بے کار نہ پڑی ہے.

(ج) ضلع قصور میں نہری نظام کی حدود میں واقع رقبہ جات کو بمطابق حق پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

ضلع سرگودھا۔ پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*9964: سردار کامل گجر: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں 11۔2010 میں محکمہ نے پانی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے، کتنے مقدمات زیرالتواء ہیں اور کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔اس ضمن میں تاوان کی مد میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

(ب) پانی چوری روکنے کے لئے حکومت نے پچھلے تین سالوں میں کیا کیا اقدامات اٹھائے، ان اقدامات کے نتیجہ میں پانی چوری میں کتنے فیصد کمی واقع ہوئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیرآبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں 11۔2010 میں پانی چوری کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تعداد مقدمات	تعداد فیصلہ	زیر التواء	وصولی تاوان
2079	797	1282	1,52,20,371(ایک کروڑ باون لاکھ بیس ہزار تین سو اکہتر)

(ب) ضلع سرگودھا میں پانی چوری کی روک تھام کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے جس کی وجہ سے پانی چوری میں کمی واقع ہوئی۔

1۔ عملہ محکمہ نہروں پر سخت کنٹرول
2۔ اندراج مقدمات پانی چوری
3۔ فیصلہ کیس ہائے تاوان
4۔ زیادہ پانی چوری کے علاقوں میں پولیس کی تعیناتی

سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	(2008)	(2009)	(2010)	(2011)
کیس ہائے پانی چوری	3418	2547	2415	1197
فیصد کمی	-	25%	29%	65%

ضلع سرگودھا۔ نہروں کا منظور شدہ پانی و بھل صفائی کی تفصیلات

*9965: سردار کامل گجر: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا کی کن کن نہروں، راجباہوں اور مائنرز میں ان کے منظور شدہ کوٹا سے کم پانی فراہم کیا جارہا ہے، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان انہار، مائنرز اور راجباہوں کی سال 11-2010 کے دوران مرمت اور بھل صفائی پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) اس مرمت اور بھل صفائی کے اقدامات اٹھانے سے مزید کتنی اراضی کو پانی فراہم کیا گیا؟

(د) مذکورہ ضلع میں اس عرصہ کے دوران محکمہ نے پانی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے اوران سے تاوان کی مد میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا کی نہروں اور راجباہوں میں کوٹا سے کم پانی نہ فراہم کیا جاتا ہے۔تاہم منگلا ڈیم میں سے دستیاب پانی کو باقاعدہ وارہ بندی پروگرام کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں سال 11-2010 کے دوران انہار، مائنرز اور راجباہوں کی مرمت اور بھل صفائی پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مرمت و بھل صفائی کا کام مزید رقبہ جات کو پانی دینے کے لئے کرایا جاتا ہے، نہروں وراجباہوں کی مرمت و بھل صفائی کا کام ٹیل تک منصفانہ پانی کی تقسیم کو یقینی بنانے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ جو رقبہ جات پانی حاصل کر رہے ہیں پانی سے محروم نہ ہوں۔

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ نے اس دوران پانی چوری کے کل 734 مقدمات درج کروائے اور 75,77,985/- روپے کا تاوان لگایا جس کی وصولی محکمہ مال کے ذمہ ہے۔

ضلع قصور۔بھل صفائی کی تفصیلات

*9968: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں سال 11-2010 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے کلو میٹر بھل صفائی کی گئی اوراس پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) اس ضلع میں بھل صفائی کے نتیجہ میں کتنے ایکڑ مزید اراضی کو پانی فراہم کیا گیا؟

(د) کیا حکومت اس ضلع کے لئے 12-2011 کے بجٹ میں بھل صفائی کی مد میں فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کتنے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں مالی سال11-2010 کے دوران بھل صفائی کے لئے3.320 ملین روپے رقم مختص کی گئی۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں121.90 کلو میٹر بھل صفائی کی گئی اور اس پر2.7 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(ج) ضلع قصور میں بھل صفائی کے نتیجے میں379296 ایکڑ رقبہ کو پانی کی بہتر سہولت میسر آئی۔

(د) ضلع قصور میں مالی سال12-2011 میں3.560 ملین روپے بھل صفائی کی مد میں رکھے گئے۔

تحصیل قصور-پانی سے محروم رقبہ کو پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*9969: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل قصور میں محکمہ کے کون کون سے راجباہ، مائنز اور انہار واقع ہیں، ان کے نام اور ان کے پانی کا ڈسچارج کتنا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان سے اس تحصیل کا کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے اور کتنے ایکڑ رقبہ پانی سے محروم ہے؟

(ج) پانی سے محروم رقبہ کو پانی فراہم کرنے کے لئے حکومت نے پچھلے تین سالوں میں کیا کیا اقدامات اٹھائے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سے100808 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے اور کوئی رقبہ پانی سے محروم نہ ہے۔

(ج) ضلع قصور میں نہری نظام کی حدود میں واقع رقبہ جات کو بمطابق حق پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

ضلع شیخوپورہ ولاہور: بھل صفائی کی تفصیلات

*9971: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ ولاہور میں سال11-2010 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں انہار کی کتنے کلو میٹر بھل صفائی کی گئی اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) ان اضلاع میں بھل صفائی کے نتیجہ میں کتنے ایکڑ مزید زمین کو پانی فراہم کیا گیا؟

(د) کیا صوبہ میں بھل صفائی باقاعدگی سے ہر سال کروائی جاتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع شیخوپورہ اور لاہور میں سال 11-2010 کے دوران بھل صفائی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ضلع	مختص رقم (ملین روپے)	خرچ کردہ رقم (ملین روپے)	بھل صفائی لمبائی (کلو میٹر)
1	شیخوپورہ	9.650	10.88	437
2	لاہور	3.500	3.40	205

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) بھل صفائی کے نتیجے میں تقریباً 3,92,000 ایکڑ رقبہ کو بہتر طور پر پانی فراہم کیا گیا۔ بھل صفائی کا مقصد نہروں کے اندر جمع شدہ مٹی کو نکالنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے ڈیزائن کے مطابق ڈسچارج لے سکیں۔

(د) صوبہ میں بھل صفائی باقاعدگی سے ان نہروں کی کروائی جاتی ہے جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا حکم بالکل بجا اور آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن آج آپ غور کر لیں میں نے آپ کے چیمبر میں بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ صرف شیخ علاؤالدین کے سوالات ہی آخری صفحہ پر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں۔ کیا میں اور آپ اس House کے ممبر ہیں، باقی ممبر نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وارابندی کے بارے میں سوالات آتے ہیں لیکن اُن کے جوابات کی باری نہیں آتی۔ اگر پٹواری سے ملے ہوئے ہیں تو پانی ملتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر زراعت / آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شیخ صاحب اس کی وضاحت کریں میں اُن کے خلاف کارروائی کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف کو کیا بتانا ہے۔ میں آپ کو صرف اپنے حلقہ میں لے کر چلتا ہوں وہاں پر محکمہ آبپاشی کتنا بڑا ظلم کر رہا ہے اور مسلسل کر رہا ہے۔ میرے سوالات جان بوجھ کر آخری صفحہ پر آتے ہیں تاکہ میں اس معاملہ پر بات نہ کر سکوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! گزارش یہ ہے کہ سوالات نمبر کے حساب سے آتے ہیں اور آپ کا جہاں نمبر آتا ہے وہیں پر آپ کا سوال آئے گا۔ آپ کی طرف سے میرے بارے میں اس قسم کی بات کرنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی بات بالکل نہیں کر رہا۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ ان سوالات کے نمبرز کون لگاتا ہے؟ ان سوالات کے نمبرز آپ نہیں لگاتے۔ آپ سوالات کے نمبرز لگا دیں اور چاہے اس سے بھی آگے لگا دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس معاملہ کی انکوائری کرواتے ہیں آپ اس میں شامل رہیں۔ اگر آپ اس کو غلط ثابت کریں گے تو میں اس کے خلاف نوٹس ضرور لوں گا اور عملی طور پر کارروائی کی جائے گی۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سابق وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی (مرحوم) کی جمہوریت کے لئے کی گئی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا جانا

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آل پاکستان مینار ٹیز الائنس کے بانی چیئرمین شہید شہباز بھٹی کو خراج تحسین پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ شہید قائد شہباز بھٹی اقلیتوں کے ایک جرائتمند اور دلیر قیادت تھے جن کا وژن اقلیتوں کو uplift کرنا اور اقلیتوں کو حقیقی معنوں میں قومی دھارے میں شریک کرنا تھا۔ ہمیں اپنے شہید قائد پر فخر ہے جن کی بدولت آج اقلیتیں اس قابل ہوئی ہیں کہ پاکستان میں اُنہیں وقار حاصل ہوا ہے، اُنہیں عزت ملی ہے اور اُنہیں احترام ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ شہید قائد پاکستان کے سپوت تھے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے سافٹ امیج کو بین الاقوامی سطح پر پیش کیا اور ہمیشہ پاکستان کی بات کی۔ شہید قائد نے وہ کوشش کی جو پاکستان کے اندر

کچھ ایسی قوتیں ہیں جو نہیں چاہتیں کہ پاکستان میں بھائی چارہ ہو، interfaith harmony ہو لیکن شہید قائد نے interfaith harmony کے لئے اس ملک کے اندر ہر طرح کے تعصب کو ختم کرنے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج شہید قائد شہباز بھٹی کو اسی جدوجہد اور اسی کوشش کے عوض پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ایک full-fledge وفاقی وزیر بنایا اور یہ کریڈٹ شہباز بھٹی شہید کے اُس کردار کو جاتا ہے کہ جس کی بدولت اُسے recognized کیا گیا۔ اُن کی جدوجہد سے ہمارے ملک کے اندر جو کامیابیاں ہوئیں، انہوں نے اقلیتوں کے لئے جو کوششیں کیں، اُن سے پہلے بھی بہت سارے ممبر آئے جنہوں نے لفظی کارروائیاں کیں لیکن شہید قائد ایک باعمل اور باکردار سیاستدان تھے۔ ان کے اس کردار کی وجہ سے پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے recognized کیا اور اُن پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے اُن کے ساتھ الائنس کیا۔ آج ہمیں اپنی قیادت پر فخر ہے کہ جنہوں نے عملی طور پر یہ ثبوت پیش کیا کہ پاکستان کے اندر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی وہ واحد لیڈرشپ تھی جنہوں نے تریسٹھ سال میں ہماری اقلیتوں کے ساتھ جو ناانصافی ہوتی رہی انہوں نے ہمارے مطالبات کو بھرپور طریقے سے پیش کیا اور انہیں منوایا اس لئے کہ ان میں حقیقی معنوں میں لیڈرشپ تھی۔ شہید قائد نے اقلیتوں کے دیرینہ مطالبات کو پورا کیا اور اُن کی بدولت ایسے کام ہوئے جنہیں تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے 5 فیصد کوٹا جو تمام ملازمتوں کے اندر ہو یہ شہید قائد کا منشور تھا۔ انہوں نے اسے پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت میں عملی جامہ پہنایا اور اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹا مختص کرایا۔

جناب سپیکر! 11۔ اگست کا دن اقلیتوں کے لئے ان کی recognition کا دن ہے جسے اقلیتوں کے لئے declare کرایا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ شہید قائد کے تاریخی اقدام ہیں۔ سینیٹ جو ہمارے لئے no go area تھا شہید قائد کی کوششوں اور جدوجہد سے آج سینیٹ کے اندر چار سیٹیں اقلیتوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ میں یہاں پر کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہیں آج شہید قائد کی کوششوں کی بدولت ہی یہ نصیب ہوا کہ آج وہ بلا مقابلہ پنجاب سے سینیٹ کے لئے بطور کرسچین ممبر منتخب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ نے ایک منٹ کے لئے کہا تھا۔ اب آپ مہربانی کریں اور بات ختم کریں۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! شہید قائد نے یہ بھی ثابت کیا کہ اقلیتیں اس ملک کے اندر کوئی اماوس نہیں، نہ یہ باہر سے آئی غیر ملکی ہیں بلکہ پاکستان کا حصہ ہیں اور پاکستان کے ساتھ ہی ان کا جینامرنا ہے۔ شہید قائد نے اپنی جان کی قربانی دے کر اپنے ملک کے ساتھ وفاداری کا عملی ثبوت دیا۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر شہید قائد کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور اس عہد کی تجدید کرتی ہوں کہ ہم ان کے مشن کو لے کر آگے بڑھیں گے۔ ان کے اس مشن کو جس میں پاکستان کا وہ چہرہ ہو جس میں پاکستان کے اندر وہ معاشرہ ہو جو تعصب اور مذہبی انتہا پسندی سے پاک ہو، جس میں چھوت چھات نہ ہو، جس میں انصاف ہو، تمام لوگوں کو مساوی اور یکساں حقوق حاصل ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ

اب وہ سلسلہ ناز رکھ نہیں سکتا
مجھے وہ سچ کہنے سے باز رکھ نہیں سکتا
وہ میرے حالات کو ناساز کر سکتا ہے
وہ میرے حالات کو ناساز رکھ نہیں سکتا

جناب سپیکر! شہباز بھٹی صاحب میرے class fellow تھے۔ ہم سات سال اکٹھے ایک ہی ہاسٹل میں رہے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کی بہتری کے لئے بات کی چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے، پارٹیاں اپنی جگہ ہوتی ہیں لیکن سب سے پہلے اسٹیٹ ہے کیونکہ اسٹیٹ ماں ہے اور ماں کے خلاف کوئی شخص بھی غداری نہیں کر سکتا۔ انہوں نے پاکستان کے وقار کے لئے اور پاکستان کے image کو بہتر بنانے کے لئے جو کوششیں اور کاوشیں کی تھیں میں بھی ان پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اگر میرے بھائی اور بہنیں غصہ نہ کریں تو میں ایک سچی بات کرنا چاہتا ہوں یہاں میری بہن اور بھائی دونوں بیٹھے ہیں جن کا تعلق APMA کے ساتھ ہے انہیں بھی معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ انہیں ایسی کچھ قوتوں سے خطرہ ہے جو گورنمنٹ کے اندر ہیں۔ انہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی معلوم ہے اگر ہم اس جگہ پر جھوٹ بولیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خدا ہمیں دیکھتا ہے۔ آج ان کی کوششوں اور کاوشوں کی وجہ سے اقلیتوں کی سینیٹ میں سیٹیں مخصوص کی گئیں جس کا مطالبہ انہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب سے کیا تھا۔ آج کامران مائیکل صاحب پنجاب سے

اقلیتوں کی سیٹ پر سینیٹر منتخب ہوئے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو شہباز بھٹی شہید نے کی ہیں لیکن اب اس سے آگے بڑھ کر میرا یہ مطالبہ ہے اور میرے بھائی اور بہنیں جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں وہ بھی میرے ساتھ اس مطالبے میں شامل ہوں گے اور APMA کے دونوں ساتھی بھی شامل ہوں گے کہ وہ جب بھی بات کرتے تھے کہ انہیں ایک Interior Minister سے خطرہ ہے۔ وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ مجھے یہ نہ تو bullet proof گاڑی دیتے ہیں اور نہ Ministers Enclave میں گھر دیتے ہیں۔ ہمارے اور بہت سارے اقلیتی رہنما جو پاکستان کا حصہ ہیں جن کا پاکستان کے بننے میں بڑا کردار ہے اسی سیٹ پر جہاں پر آپ تشریف فرما ہیں دیوان بہادر ایس پی سنگھا نے Boundary Commission کے سامنے بھی قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا تھا، اقلیتوں نے پاکستان کا ساتھ دیا تھا اور ہمیشہ دیں گے۔ میرا وفاقی حکومت سے صرف یہ مطالبہ ہے کہ شہباز بھٹی شہید کے اصلی قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ میں انتہائی افسوس سے کہتا ہوں کہ آج تک ان کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ میری وفاقی حکومت اور خاص طور پر رحمان ملک صاحب سے جو بہت اعلیٰ مقام تک پہنچ چکے ہیں، ان سے التماس ہے کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور جناب شہباز بھٹی شہید کے اصل قاتلوں کو گرفتار کریں۔ انہیں معلوم ہے اور وہ اکثر کہتے ہیں کہ مجھے سب کے قاتلوں کا پتا ہے۔

جناب سپیکر! Pakistan Penal Code میں ایک section ہے جس کے تحت اگر آپ کسی گواہی کو چھپاتے ہیں تو اس کے لئے بھی تعزیری سزا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو اور شہید شہباز بھٹی کے قاتلوں کا پتا ہے۔ اگر وہ اس بات کو چھپاتے ہیں تو اس بات کو چھپانا نہیں چاہئے۔ انہیں چاہئے کہ وہ کورٹ میں جاکر تمام قاتلوں کو بے نقاب کریں۔ میں صرف ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا اور یہ شہباز بھٹی شہید کے لئے ہے کہ:

کھیتوں پر آ پہنچی پھر سرسوں کی رُت
آج اُسے بِن دیکھے پورا سال ہوا

بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک منٹ شہید شہباز بھٹی کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ

چلا گیا مگر اپنے خواب چھوڑ گیا
سیاہ رات میں روشن کتاب چھوڑ گیا
ہزار جبر ہوں لیکن یہ فیصلہ ہے اٹل
وہ ذہن ذہن میں انقلاب چھوڑ گیا

جناب سپیکر! آج آپ نے مجھے شہید حق قائد تحریک چیئرمین APMA شہباز بھٹی کی پہلی برسی کے موقع پر لب کشائی کا موقع دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی اور اس ایوان کی اقلیتوں کے ساتھ اور اُس محب وطن پاکستانی شہید حق شہباز بھٹی کے ساتھ اظہار یکجہتی ہے۔ میں APMA اور پنجاب کی اقلیتوں کی طرف سے آپ کا مشکور ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ:

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
کہ سارے شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

جناب سپیکر! میں خلیل طاہر سندھو صاحب کا شکرگزار ہوں لیکن ہمارے یہ خدشات اور تحفظات ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں پاکستان کو قائد اعظم کے افکار کے مطابق ڈھالنے کے لئے، پاکستان میں انسانی حقوق کی بحالی کے لئے اور پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ ہونے والے ظلم و ناانصافیوں کے خلاف جتنی جدوجہد شہباز بھٹی شہید نے کی ہے اب ہر محب وطن پاکستانی کا مطالبہ ہے کہ ان کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی اقلیتیں، پاکستان کے محب وطن پاکستانی اور ان کا کا ممبر ہونے کے ناتے میں آج اس ایوان میں اس ایوان کی وساطت سے یہ عہد کرتا ہوں کہ ہماری جان تو جا سکتی ہے لیکن شہید شہباز بھٹی قائد تحریک کی جدوجہد میں کوئی رکاوٹ نہیں آنے دیں گے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ چودھری نثار صاحب جو قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر ہیں انہوں نے جمہوری اور منتخب صدر کے خلاف جو زبان استعمال کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ غیر اخلاقی اور غیر جمہوری ہے۔ جس کی میں بھرپور مذمت کرتی ہوں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: آپ کی پارٹی کے ممبران قومی اسمبلی میں بھی ہیں وہ یہ معاملہ وہاں پر اٹھائیں۔ یہاں یہ بات نہیں ہو سکتی۔ آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آج وزیر داخلہ / وزیر اعلیٰ صاحب چیمبر میں سینیٹ الیکشن کے سلسلے میں آئے ہوئے ہیں لیکن اس لسٹ میں اُن کا نام وزیر داخلہ ہے لہذا توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب وزیر داخلہ خود آکر دیں ورنہ میں نہیں پڑھوں گی۔

جناب سپیکر: میں بھی قانون کے مطابق چلنا چاہتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے نہیں پڑھنا لہذا وہ یہاں آکر توجہ دلاؤ نوٹسوں کا جواب دیں۔ ہمارے وزیر داخلہ یہاں اسمبلی میں آئے ہوئے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ rules کو violate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ بات آپ غور سے سنیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ آپ کی دی ہوئی لسٹ ہے کہ چیف منسٹر صاحب وزیر داخلہ ہیں اور رانا ثناء اللہ صاحب جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: کیا ان کا notification آپ کے پاس ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ محکمہ ان کے پاس ہے آج وہ اسمبلی چیمبر میں موجود ہیں لہذا وہ میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دیں گے۔

MR SPEAKER: He can appoint any of the Ministers.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹسوں کا جواب چیف منسٹر صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ Rules of Procedure کی کتاب میں Rule 65 کے اندر لکھا ہے کہ:

65. Mode of raising the question. Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the [1][Chief Minister or the Minister concerned]

اس کا جواب چیف منسٹر صاحب دیں گے یا متعلقہ منسٹر دیں گے کیونکہ اس کے متعلقہ منسٹر بھی ہوم منسٹر ہیں۔

جناب سپیکر: Executive power وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے اور اسی power کے مطابق لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب کا notification جاری ہوا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ Rules کی بات ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کو overrule کرتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا آپ مجھے بات نہیں کرنے دیں گے؟

MR. SPEAKER: Have you read all Rules?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات تو مکمل کر لینے دیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ اپنا کام کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے جو بات کرنی ہے اُس کا تو ابھی Rule بھی نہیں پڑھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ Rule 65 کے اندر موجود ہے کہ:

65. Mode of raising the question.– Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the [1][Chief Minister or the Minister concerned]

جناب سپیکر: کیا آپ توجہ دلاؤ نوٹس کو نہیں پڑھنا چاہتے ؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات تو مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا دوں کہ اس کا ٹائم ختم ہو رہا ہے کیونکہ اس کے لئے صرف پندرہ منٹ ہوتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ مجھے bulldoze کرنا چاہتے ہیں یا سننا چاہتے ہیں؟ اس Rule میں لکھا ہوا ہے کہ:

Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the [1][Chief Minister or the Minister concerned] may answer the question on the same day or on any other day fixed by the Speaker.

یعنی چیف منسٹر اور متعلقہ منسٹر کی definition اسی توجہ دلاؤ نوٹس کے Rule 62 میں بھی دی ہوئی ہے۔ Rule 62 میں واضح لکھا ہوا ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس لاء اینڈ آرڈر کے متعلق ہوگا۔ اب لاء اینڈ آرڈر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت آتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ چیف منسٹر جواب دے گا یا ہوم منسٹر جواب دے گا کیونکہ ہوم منسٹر کا charge بھی ہمارے قائد ایوان خادمِ اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے پاس ہے۔ اگر چیف منسٹر جواب دینا چاہتے ہیں تو پھر بھی ان کو یہاں آنا چاہئے اگر ہوم منسٹر نے جواب دینا ہے تو پھر بھی انہیں آنا چاہئے۔ آمریت کے دور میں یہ amendment کی گئی تھی جس میں چیف منسٹر کے لفظ کے ساتھ یہ لفظ درج کیا گیا تھا کہ concerned Minister بھی جواب دے سکتا ہے ورنہ 65 سالہ تاریخ میں یہ روایت اور Rules بھی رہے ہیں کہ توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب ہمیشہ صوبہ کے چیف ایگزیکٹو وزیر اعلیٰ پنجاب دیا کرتے ہیں۔ اب اس سے بھی آگے بڑھ کر ہمارے خادمِ اعلیٰ صاحب نے یہ کیا ہے کہ وہ اسمبلی میں اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں جو سینیٹ کے ووٹوں کے لئے آئے ہیں لیکن اگر وہ آ ہی گئے ہیں تو پھر انہیں House میں آ کر ان Rules کی violation سے اسمبلی کو بچانا چاہئے اور توجہ

دلاؤنوٹسوں کا جواب دینا چاہئے۔اسی طرح concerned Minister کی definition Rule 62کے اندر موجود ہے۔

جناب سپیکر:اب آپ بیٹھ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Rule 62میں بڑاclearلکھاہواہے کہ:

62. Procedure regarding calling attention.- (1) A member may, with the consent of the Speaker, call the attention of the Chief Minister to any matter involving the law and order situation in the Province, through a "Call Attention Notice".

جناب سپیکر!توجہ دلاؤنوٹس کیdefinitionیہ ہے کہ لاء اینڈآرڈر کی صورتحال کے متعلق اسمبلی کے اندر جو سوال کیاجاتاہے وہ توجہ دلاؤنوٹس کی مد میں آتاہےاور لاء اینڈآرڈر کی صورتحال ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت آتی ہے۔اس کا جواب چیف منسٹر صاحب یا ہوم منسٹر صاحب دیں گے۔ چیف ایگزیکٹو کے پاس یہ اختیار موجود نہیں ہے کہ وہ جب چاہیں اسمبلی کے اندر جواب دینے کے لئے کوئی notificationجاری کردیں۔میں آخری بات کرکے اجازت چاہوں گا کہ اگر کسی بھی دیگر مقصد کے لئے ہمارے قائدایوان اس اسمبلی بلڈنگ میں آہی گئے ہیں تو یہHouseان کاچہرہ مبارک دیکھ لے گا جس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر:کیاآپ اُن کو پابند کرسکتے ہیں اور کیایہ اتھارٹی آپ کے پاس ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!وہ اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اگر وہ چند قدموں کے فاصلے پر انrulesکوviolateہونے سے بچاسکتے ہیں توآجائیں۔

جناب سپیکر:آپ کے پاس یہ اتھارٹی نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نرگس فیض ملک:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے جواب لینے دیں۔محترمہ!آپ تشریف رکھیں اور آرام سے بات کیاکریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ابھیRulesکی بات رہتی ہے۔

جناب سپیکر: جو question raise ہوا ہے مجھے اس پر بات سننے دیں اور پڑھنے دیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نولاٹیا صاحب کو Rules کو interpret کرنے کا بڑا شوق ہے اور میرے خیال میں اسی شوق میں وہ طاقت آزمائی کر رہے تھے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: شوق کوئی غلط تو نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر یہ نہیں ہے تو غلط شوق کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ایسے الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں۔ رانا صاحب! آپ کے الفاظ کا چناؤ بہت بہترین ہونا چاہئے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ آپ relevant بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! الفاظ کا چناؤ بھی بہت احتیاط سے ہونا چاہئے، الفاظ کا مطلب بھی احتیاط سے سمجھنا چاہئے اور بیٹھے بیٹھے بات بھی نہیں کرنی چاہئے۔ Rules and Laws کے مطابق صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کسی بھی کابینہ کے ممبر کو اسمبلی بزنس سونپ سکتے ہیں۔ House کے بزنس کا محکمہ داخلہ سے متعلقہ notification اسمبلی سیکرٹریٹ کے ریکارڈ میں موجود ہے لہذا میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کی کاپی نولاٹیا صاحب کو فراہم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب کو کاپی پہنچا دی جائے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ House کی بدقسمتی ہے کہ 65 سالہ تاریخ میں جس وزیر قانون کی گفتگو کو سب سے زیادہ House کی کارروائی سے کاٹا گیا ہے وہ ہمارے معزز وزیر قانون صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سب سے زیادہ کارروائی سے جو الفاظ حذف کئے گئے ہیں اس کا اعزاز بھی ہمارے لاء منسٹر صاحب کو حاصل ہے۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

This is according to rules and law and nothing is against the law and rules.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر Rules کے اندر یہ کہہ دیا جائے کہ اس توجہ دلاؤنوٹس کے متعلق جواب وزیر اعلیٰ یا متعلقہ وزیر دیں گے تو پھر چیف ایگزیکٹو کے پاس اس Rule کو violate کرکے اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی فرد کو مقرر کریں۔

جناب سپیکر: کیا آپ یہاں پر interpreter ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ Rules کی violation ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ violation نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: آپ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ کیا چیف ایگزیکٹو اس Rules book کے پابند ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: میں بھی پابند ہوں اور آپ بھی پابند ہیں۔ یہ سب کچھ Rules کے مطابق ہی ہے۔ rules کے مطابق بات کریں اور ایسے ہی ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔ یہ آپ ہی کے توجہ دلاؤنوٹسز ہیں اور کیا آپ ایسے ہی وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Question Hour اور باقی بزنس کے جوابات دینا یا بزنس کو handle کرنا کابینہ کی collective responsibility ہوتی ہے۔ اگر Question Hour میں ایک منسٹر موجود نہ ہو تو کوئی بھی منسٹر اس کا جواب دے سکتا ہے لیکن جب Rules of Procedures میں ایک specific in black & white کوئی چیز دی گئی ہے تو اسے اس کے ساتھ mix up یا گڈ مڈ نہیں کیا جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بالکل نہیں کیا جا سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے آپ کے ذریعے اس ایوان میں بہت requests کیں کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائیں اور پچھلے دنوں ہمارے

صوبے کے اندر بہت سارے مسائل پیش آئے جن کے متعلق ہمیں اور اسمبلی کو اعتماد میں لیں۔ ہم نے اس کے لئے بعض اوقات اشتہارات بھی دیئے لیکن وہ تشریف نہیں لائے اگر آج وہ تشریف لائے ہیں تو اس اسمبلی کو grace دینے کے لئے نہیں آئے۔ ہمارا یہ strong conviction ہے کہ وہ سینیٹ کے الیکشن کے سلسلے میں، جو پہلے انہوں نے 47 لوٹے ایجاد کئے تھے، انہیں مزید پالش کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم ان کے اس غیر جمہوری روّیے کے خلاف، اس لوٹا سازی میں ان کے اپنے اس rule کے خلاف اور اس ایوان کو عزت نہ دینے کے روّیے کے خلاف آج کے اس اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کسی کو پابند کر سکتے ہیں یا کیا کسی ممبر کو اس ایوان میں آنے کے لئے پابند کیا جا سکتا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules میں ہے کہ۔۔۔

MR SPEAKER: No, you are wrong and you are hundred percent wrong.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم اس پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی ہے۔

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہوئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: توجہ دلاؤ نوٹسز کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں وفاقی حکومت نے ہوشربا اضافہ کر دیا ہے جبکہ عالمی مارکیٹ میں اڑھائی ڈالر فی بیرل کمی واقع ہوئی ہے۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں اور جب تک ان کی بات مکمل نہیں ہو جاتی اس وقت تک آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور ان کی بات مکمل ہونے کے بعد آپ کی بات سنیں گے۔ جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! عالمی مارکیٹ میں اڑھائی ڈالر فی بیرل تیل کی مصنوعات کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی ہے تو ہم وفاقی حکومت کی طرف سے عوام پر گرائے گئے پٹرول بم کی مذمت کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! بڑی مہربانی۔ آپ نے مذمت کر لی ہے تو اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری پوری بات تو سن لیں کہ مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ ہم یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے اب ان کی بات سننی ہے اس لئے اپنی بات جلد مکمل کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ایوان کی کارروائی معطل کر کے مجھے یہاں پر قرارداد لانے کی اجازت دی جائے کیونکہ وفاقی حکومت اور اس سے منسلک ادارے یہاں پر ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں جو اپنے بجٹ کا خسارہ عوام پر پٹرول بم گرا کر پورا کرنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ اس قرارداد کے ذریعے ان کے چہرے بے نقاب ہو سکیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اس لئے اب ایوان کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وفاقی حکومت کی طرف سے عوام دشمن پالیسی کے تحت پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں اضافہ کی مذمت کے لئے rules کو معطل کرکے قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی کرکے اس کی اجازت دی جائے کیونکہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں اڑھائی ڈالر فی بیرل ریٹ کم ہوئے ہیں۔ وفاقی حکومت ایک طرف تو صبح و شام کرپشن کر رہی ہے اور دوسری طرف عوامی پیسا کو ضائع کر رہی ہے۔ اپنا بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لئے پٹرولیم مصنوعات میں ہر مہینے اضافہ کر رہی ہے لہذا یہ ایک عوام دشمن پالیسی ہے جس کی مذمت کی جانی چاہئے اور صوبہ کی عوام بلکہ پاکستان بھر کی عوام کی طرف سے وفاقی حکومت کو پیغام جانا چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ جب پوائنٹ آف آرڈر کا ٹائم ہوتا ہے تو آپ گم ہو جاتے ہیں۔ آپ کہیں گم سُم رہتے ہیں اور جب کارروائی شروع ہوتی ہے آپ ایک دم کہیں سے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے نکل آتے ہیں۔ I will not allow anybody یہ تحریک رانا تنویر احمد ناصر کی ہے جس کا نمبر 256/12۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آ چکا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ خدیجہ عمر اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی ہے۔ ان میں سے کوئی تشریف فرما ہیں؟ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending till next week۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سامیہ امجد اور محترمہ آمنہ الفت کی ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں یہ بھی next

week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کی ہے جس کا نمبر 304/12 ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 313/12 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔ یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 321/12 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

ٹریفک چالانز کی وصولی جرمانہ اور کاغذات کی واپسی کے طریق کار کو آسان بنانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹریفک چالانز کے وصولی جرمانہ اور گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے کاغذات کی واپسی کا انتہائی پیچیدہ طریق کار عوام کے لئے مسلسل پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ ٹریفک قوانین کی کسی بھی خلاف ورزی کی صورت میں ٹریفک پولیس اہلکاران چالان کرنے کے ساتھ ہی گاڑی کے کاغذات، ڈرائیونگ لائسنس اور شناختی کارڈ لے لیتے ہیں۔ اس طرح دیکھا گیا ہے کہ بچوں اور خواتین کے ساتھ اور خاص طور پر وہ لوگ جو لاہور سے باہر دوسرے شہروں سے آئے ہوتے ہیں عجیب پریشانی کے عالم میں سڑکوں پر خوار ہو جاتے ہیں۔ انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ پہلے بنک میں جا کر جرمانہ جمع کراؤ پھر کاغذات مخصوص چوکی یا ٹریفک pickets سے جا کر دھوپ، بارش میں کھڑے ہو کر حاصل کرو۔ یہ انتہائی بے رحمانہ طریقہ جو کسی صورت عوام کے مفاد میں نہ ہے اور اکثر اوقات اسی وجہ سے لوگ مجبور اً مک مکا کر کے جان چھڑاتے ہیں اور اس طرح جرمانے کا ایک بڑا حصہ کہاں جاتا ہے اس کو سمجھنے کے لئے کوئی راکٹ سائنس درکار نہ ہے۔ فوری طور پر وصولی جرمانہ کا طریق کار آسان اور فول پروف بنانا چاہئے جس میں عوامی سہولت کو مدنظر رکھا جائے اور اس کے لئے آسان یہ ہو گا کہ جس طرح موبائل فونز کے ذریعے یوٹیلٹی بلوں کی رقم ٹرانسفر کی سہولت موجود ہے کو مؤثر بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ Credit Card Machine سسٹم کو پورے نیٹ ورک میں track monitoring کے ذریعہ چلایا جائے۔ مزید ہر مین روڈ پر تقریباً ایک کلومیٹر فاصلہ پر کولیکشن بوتھ بھی بنائے جائیں جو daily basis پر جرمانہ وصول کریں اور

وہیں سے کاغذات کی واپسی بھی ممکن ہوا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے صرف ایک فقرے کا اضافہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ پڑھی گئی ہے اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بحث نہیں کر رہا ہوں بلکہ add کرنا چاہتا ہوں۔ لاہور میں اور خاص طور پر جو میرے حلقے میں شہر آتے ہیں وہاں ٹریفک کا نظام تباہ ہو گیا ہے اسے بھی اس کے اندر لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے next week کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اسے next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر: اب ہم مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادی پنجاب مصدرہ 2012 لیتے ہیں۔ لاء منسٹر!

مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I introduce the Punjab Kachi Abadis (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Colonies for report within one month.

The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 Minister for Law to introduce the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون(ترمیم)اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I introduce:

"The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within one month.

The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012. Minister for Law to introduce the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون(ترمیم)کورٹ آف وارڈز پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I introduce:

"The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation for report within one month.

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، اب شیخ علاؤالدین صاحب مجلس خصوصی نمبر 20 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 1774/11 میں جعلی پیروں کی مشکوک مجرمانہ سرگرمیوں سے متعلق اٹھایا جانے والا معاملہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No.1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spirituals.

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No.1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spirituals.

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No.1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spirituals.

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی،next چودھری عرفان الدین صاحب مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر776/10 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No.776/2010 moved by Mian Tariq Mehmood MPA(PP-113)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No.776/2010 moved by Mian Tariq Mehmood MPA(PP-113)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No.776/2010 moved by Mian Tariq Mehmood MPA(PP-113)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی،next جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم، درسی کتب کی نگرانی و تعلیمی معیارات کی نگہداشت پنجاب مصدرہ2012اور نشان زدہ سوالات نمبر3435اور 3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"1. The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and maintenance of standard of Education Bill 2012(Bill No. of 2012); and

2. Starred Question No. 3435 and 3436.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"1. The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and maintenance of standard of Education Bill 2012(Bill No. of 2012); and

2. Starred Question No. 3435 and 3436.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"1. The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and maintenance of standard of Education Bill 2012(Bill No. of 2012); and

2. Starred Question No. 3435 and 3436.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر:اب ملک محمد وارث کلو تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال11-2010اور2012کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008،50,31,28,23اور 57 بابت سال2009،21,10,5اور 38 بابت سال2010،2,9,13,16,23,24,25,28,48,53,56,64,67,69,70,71,72,75,76اور77 بابت سال 2011،1 اور 3 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008،50,31,28,23اور 57 بابت سال2009،21,10,5اور 38 بابت سال2010،2,9,13,16,23,24,25,28,48,53,56,64,67,69,70,71,72,75,76اور77 بابت سال 2011،1 اور 3 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

""تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008،50,31,28,23اور 57 بابت سال2009،21,10,5اور 38 بابت سال2010،2,9,13,16,23,24,25,28,48,53,56,64,67,69,70,71,72,75,76اور77 بابت سال 2011،1 اور 3 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

بحث

بجٹ13-2012کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ13-2012 کے لئے معزز ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز ہو چکا ہے، آج بھی بحث جاری رہے گی اور آج بحث کے لئے اس وقت میرے پاس بائیس ممبران کے نام موجود ہیں جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ میں معزز اپوزیشن ممبران سے بھی کہتا ہوں جو کہ باہر بیٹھے ہوں گے وہ ایوان میں آکر اس بحث میں ضرور حصہ لیں۔ جی، پہلا نام میاں محمد شفیق صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں۔ جی، اب اگلا نام شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔ اس کے بعد میاں محمد رفیق صاحب آپ تیار رہیں، رانا منور غوث صاحب نہیں ہیں، افسوس کی بات ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اربوں روپے مختلف محکموں کو عوام کی بہتری کے لئے دیئے جارہے ہیں لیکن جہاں تک ان روپوں یا ان فنڈز کے استعمال کا تعلق ہے تو اس میں اس چیز کی سخت ضرورت ہے کہ اسے اس طریقے سے scrutinize کیا جائے کہ ہر روپیہ اور ہر پیسا عوام کی بہتری کے لئے درست سمت میں خرچ ہو۔ میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ صحت کا بجٹ اربوں روپے میں ہے لیکن میڈیسن اور medical equipments کی purchases میں جو طریق کار اپنایا جاتا ہے، جس طرح specific companies کو orders دیئے جاتے ہیں اور tenders کے اندر پری کوالیفائی کا جو طریق کار ہے اصل میں اس سے ایک بہت بڑے گھپلے کا دروازہ کھلتا ہے جس سے بچنا چاہئے تاکہ فنڈز جس محکمے کو بھی ملیں وہ پورے کے پورے درست سمت میں استعمال ہوں۔

جناب سپیکر! صحت پر اتنا پیسا خرچ ہو رہا ہے لیکن یہ کوئی غور نہیں کر رہا کہ اس وقت لاہور میں پانچ فیصد دودھ خالص مہیا نہ ہے۔ جیسا کہ شاید آپ کے بھی علم ہو کہ رینالہ خورد ایسی جگہ ہے جو کہ internationally اس معاملے میں مانی جاتی ہے کہ وہاں پر کیمیکل سے پانچ لیٹر دودھ کو پانچ ہزار لیٹر بنا دیا جاتا ہے اور آج تک اس کو نہیں پکڑا گیا۔ یہی وہ دودھ ہے جو لاہور کے علاوہ پنجاب کے دوسرے

شہروں میں بھی لوگوں کی صحت کو تباہ کر رہا ہے، شیر خوار بچے اور ماں باپ مجبور ہیں کہ وہ وہی دودھ پلائیں جس کے اندر یہ ملاوٹ موجود ہے۔

جناب سپیکر! شراب پر جو ایکسائز ڈیوٹی کا مسئلہ ہے، luckily اس وقت ایکسائز منسٹر بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ایکسائز منسٹر صاحب! آپ کے متعلق بات ہو رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شراب کی بات انہیں اچھی نہیں لگی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کا breakage allow کرنے کا اختیار ختم ہونا چاہئے، اسے جواز بنا کر 100 میں سے 20 بوتلیں breakage کے اندر دی جاری ہیں جبکہ خود Christian community چاہتی ہے کہ ہمیں لائسنس نہیں چاہئیں تو ان Licenses کو ختم کر دینا چاہئے کیونکہ شراب اصل نرخ سے تین چار گنا زیادہ پر فروخت ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کے خزانہ میں کوئی پیسا نہیں آ رہا۔ جہاں تک حکومت کی خریداریوں کا تعلق ہے تو ایک مثال آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ واسا نے جو cranes تقریباً ساڑھے سات کروڑ روپے کی خریدی تھیں آپ کو سن کر یہ افسوس ہو گا کہ ان میں سے کوئی بھی crane ایسی نہیں ہے جو یہاں پر کام کر سکتی ہو اور وہ تمام کی تمام cranes ویسے ہی کھڑی ہیں۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ میں TMAs کے تحت، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تحت اور دوسرے محکموں کے تحت کرپشن کا ریٹ چالیس فیصد ہے یعنی اگر آپ سو روپے ڈویلپمنٹ کے لئے دیتے ہیں اور اس میں سے ساٹھ روپے بھی لگ جائیں تو بڑی بات ہے۔ میں یہ بات بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ اس وقت جس ریٹ پر فی مربع فٹ کے حساب سے عمارتیں بنائی جا رہی ہیں اس کا پرائیویٹ سیکٹر سے ریٹ ملا لیں تو آپ کو خود ہی پتا چل جائے گا۔ سرکاری سیکٹر میں تین گنا ریٹ پر سکولوں اور ہسپتالوں کی buildings بن رہی ہیں۔ اس وقت قوم کو educate کرنے کی سخت ضرورت ہے، اٹھارہ کروڑ عوام میں سے ایک ایسا طبقہ جس کی تعداد زیادہ سے زیادہ ساٹھ یا ستر لاکھ کے قریب ہو گی وہ ایسی purchases کر رہا ہے جس پر ملک کا بیشتر زر مبادلہ ضائع ہو رہا ہے۔ میں صرف ایک مثال سے اپنی بات کو واضح کروں گا کہ پچھلے دنوں لاہور ایکسپو سنٹر میں ہندوستان کی مصنوعات کی exhibition ہوئی جس میں سونے کے زیورات اور لیڈیز ملبوسات کی نمائش ہوئی۔ آپ سوچیں کہ پچیس تیس لاکھ روپے کا ہار اور دو سے اڑھائی لاکھ روپے کا سوٹ رکھا گیا، آخر وہ کونسا طبقہ ہے جو یہ چیزیں خرید رہا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ایک خاص بجٹ مختص کیا جائے جس سے قوم کو educate کیا جائے کہ خدا کے لئے آپ

زر مبادلہ ضائع کر کے ایسی چیزیں مت خریدیں جو صرف ایک ایسے طبقے کو feed کرتی ہیں جس کا اصل میں اس ملک کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ ایک عام پاکستانی ایک عام انسان جس طرح سے رہ رہا ہے اسے بھی چاہئے کہ وہ ایسے رہیں، اس کے لئے بھی education کی ضرورت ہے اور وہ جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس سے پاکستانیت پیدا ہو جس سے پتا لگے کہ یہ پاکستانی ہے۔ آپ کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ پانچ دن پہلے پاکستان میں پہلی دفعہ کیلے کی consignment انڈیا سے آ گئی ہے اور اس میں estimated sales price تقریباً 220 روپے فی درجن رکھی گئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ قوم کو educate کیا جائے۔ کیا انڈین کیلا کھائے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا تھا، کیا انڈین بھنڈی توری کھائے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا تھا؟ یہ پیسا قوم کو foreign exchange کو کس طریقے سے کھائے گا؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ پاکستانی جو اپنے بیوی بچوں سے دور رہ کر اس ملک کو زر مبادلہ دے رہے ہیں، وہ تقریباً 11۔ارب ڈالر ہے۔ سٹیٹ بنک کے گورنر نے ابھی کل ہی کہا ہے کہ یہ اب بڑھ کر 12۔ارب ڈالر ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں یقیناً ہو جائے گا لیکن وہ سرمایہ آخر کہاں پر ضائع ہو رہا ہے؟ یہ education قوم کو دینے کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! دوسری طرف ہم ہندوستان سے دوستی کرتے پھرتے ہیں trade کرتے پھرتے ہیں لیکن پرسوں انڈین سپریم کورٹ نے ایک judgement دی ہے جو ہماری قوم کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔ judgement یہ دی ہے کہ ہندوستان کے تمام دریاؤں کو ایک mixture dam کے ذریعے ملایا جائے اور mixture dam اس طریقے سے بنائے جائیں کہ پاکستان کے حصے میں جو آئے ہوئے دریا ہیں ان کے پانی کو tunnels کے ذریعے اس سے ملا دیا جائے۔ میں آج اپنے ہر پاکستانی بھائی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہندوستان جو پاکستان کے پانی کو بند کر رہا ہے اب سپریم کورٹ کا نام لے کر وہ ہمیں mixture کے ذریعے پانی سے محروم کرتا چلا جا رہا ہے۔ ہماری دوستی اس کے ساتھ کیا رنگ لائے گی؟ آنے والی نسلیں ہمیں نہیں بخشیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے آٹھ نو مہینے میں اب تک Indian trade سے ڈیڑھ ارب ڈالر کا خسارہ ہو چکا ہے۔ کیا ہم اپنی قوم کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کے لئے آپ صرف پاکستانی چیزیں استعمال کریں؟

جناب سپیکر! مردار گوشت عام بک رہا ہے اور صحت کے لئے مردار گوشت کا استعمال انتہائی مضر ہے۔ جو ظلم انسانوں کے ساتھ اور پاکستانیوں کی صحت پر ہو رہا ہے، افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ قانون جو مردار گوشت کے بیچنے پر پابندی لگاتا ہے وہ اس قدر کمزور ہے کہ اگر کوئی آدمی اس کی

violation کرتے ہوئے پکڑا بھی جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ ہزار دو ہزار روپے جرمانہ ادا کر کے اسے وہیں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ TMAs کی جعلی مہریں لگائی جاتی ہیں اور تمام قصائی محکمے کے ساتھ مل کر جس ریٹ پر اس قوم کی صحت سے کھیل رہے ہیں ان کے خلاف فوری طور پر بجٹ میں کوئی ایسا طریق کار وضع کرنا چاہئے کہ یا تو یہ محکمہ ہی ختم کر دیا جائے جس کو ہم اتنا پیسہ دے رہے ہیں یا انہیں پابند کیا جائے کہ اگر کہیں سے مردار گوشت برآمد ہوتا ہے تو کم از کم محکمہ کے ان ذمہ داران کو محکمہ سے نکال دے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ پچھلے چار پانچ سال سے سکولوں کی buildings تیار ہیں لیکن آج تک وہاں پر عملہ نہیں پہنچ سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان buildings میں جانور باندھے جا چکے ہیں یا وہاں پر شادیاں ہو رہی ہیں۔ اب وہ شادی ہال بھی پرائیویٹ شادی ہال کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ ساتویں این ایف سی ایوارڈ میں پنجاب کو وفاق نے یہ کہا کہ ہم آپ کو بائیس فیصد ادائیگی کم کریں گے اس لئے کہ ہماری collection کم ہے۔ آپ زرعی اور جائیداد کے ٹیکس پر ریٹ کو بڑھائیں کیونکہ ترقیاتی اخراجات میں یہ کہا گیا کہ تیس فیصد کم کئے جائیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو یہ چاہئے تھا کہ نئے create resources کئے جاتے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ عطائیت قوم کی صحت کو گھن کی طرح کھا رہی ہے اور جاہل عطائی لوگوں کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کر رہے ہیں لہذا ان کے لئے بھی کوئی خاص ایسا عمل کرنا چاہئے کہ عطائیت سے اور خاص طور پر rural areas میں عطائیت جو ظلم کر رہی ہے اسے ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! محکمہ زراعت کو ہم کروڑوں روپے کا بجٹ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ محکمہ زراعت جعلی زرعی ادویات کو کنٹرول کرنے میں قطعی طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ دھڑلے سے جعلی زرعی ادویات بکتی ہیں اور آپ یقین کریں کہ کسان بے چارہ روتا رہتا ہے اور میرے پاس اس بات کے ثبوت ہیں کہ جب وہ ان زرعی ماہرین کے پاس جاتا ہے اور جا کر یہ کہتا ہے کہ یہ زرعی دوائی میں نے فلاں جگہ سے خریدی تھی تو اس کو اتنے چکر دیے جاتے ہیں کہ وہ اپنے نقصان کو بھول جاتا ہے اور مزید نقصان اس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کچھ تجاویز دوں گا اور بنیادی تجویز یہ ہے اور میں چاہوں گا کہ حکومت اس پر بہت سختی سے غور کرے۔

میری پہلی تجویز یہ ہے کہ اڑھائی فیصد ٹیکس لے کر general immunity دے دی جائے، اس وقت لوگوں کے پاس جتنا سرمایہ ہے پنجاب حکومت مرکزی حکومت سے بات کرے کہ one time immunity دی جائے تاکہ یہ blocked capital جو بنکوں میں پڑا ہے یا لوگوں کے پاس

تجوریوں میں ہے اسے mainstream economy میں لایا جائے اور ان سے اڑھائی فیصد ٹیکس لے لیا جائے۔انڈسٹری کو declare normalized کئے بغیر کچھ نہیں ہو گا، آپ حیران ہوں گے کہ لوگوں نے چار دیواریوں کے اندر انڈسٹری لگائی ہوئی ہے، undeclared income پر پنجاب حکومت کو کوئی آمدنی نہیں ہو رہی، باہر کوئی بورڈ نہیں ہے اور اندر انڈسٹری چل رہی ہے، میں نے جو تجویز دی ہے اسے اس line سے سوچا جائے کہ اگر آپ اس پر عمل کرتے ہیں تو وہ انڈسٹری declare ہو گی اور میں یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی آمدنی دگنی تگنی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! environment ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر لوگوں کو educate کرنا ضروری ہے، جو شوگر ملیں بغیر scrubber کے چل رہی ہیں انہیں فوری طور پر بند کرنا چاہئے۔یہ شوگر ملیں لوگوں کو سانس کی problem دے رہی ہیں جو ultimately پنجاب حکومت کے خزانے پر bar ثابت ہوتی ہیں اور اس سے بہت بڑا فنڈ ضائع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! تمام سرکاری سکولوں اور کالجوں میں performance کی بنیاد پر ترقیاں دی جانی چاہئیں۔یہ ترقیاں محض سالانہ بنیادوں پر دی جا رہی ہیں اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ایسے کالجز اور سکولز بھی ہیں جہاں صرف بارہ سٹوڈنٹس اور سولہ استاد ہیں۔

جناب سپیکر! ملک صاحب سے میری دشمنی ہے۔میں جناب کی توجہ چاہوں گا کہ پنجاب میں جتنی رجسٹریاں ہو رہی ہیں ان کا automatic انتقال ہونا چاہئے لیکن پٹواری اور تحصیلدار جان بوجھ کر کئی کئی سال ان رجسٹریوں کا انتقال ریونیو ریکارڈ میں نہیں چڑھاتے جس وجہ سے unending litigation ہو رہی ہے اور لوگوں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے لہذا میں یہ تجویز دوں گا کہ تمام رجسٹراروں کو یہ کہا جائے کہ جس دن رجسٹری ہو اس کے اڑتالیس گھنٹے کے اندر رجسٹری بمع انتقال کے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائے اور
ممبران نے ڈیسک بجا کر انہیں خوش آمدید کہا)

جناب سپیکر: welcome جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس دن sale deed کی جائے اسی دن یا زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں میں اس زمین یا پراپرٹی کا انتقال ریونیو ریکارڈ میں ہونا چاہئے۔ایک طرف تو اس سے ریونیو میں بہت زیادہ اضافہ ہو گا اور دوسری طرف لوگ unending litigation سے بچ سکیں گے۔لاہور اور پنجاب

کے دوسرے بڑے شہروں میں بے شمار گیسٹ ہاؤسز بن چکے ہیں ان میں سے بہت کم ایسے گیسٹ ہاؤسز ہیں جو ٹیکس دیتے ہیں یا رجسٹرڈ ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ان تمام گیسٹ ہاؤسز اور وہ گیسٹ ہاؤسز جن کے باہر کوئی signboard نہیں ہے اور ان تمام ہوٹلوں کو جو لاہور کے پوش ایریا میں ہیں لیکن جن کے باہر ایک 2x2 کا بھی بورڈ نہیں ہے ان تمام کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے۔ شادی ہالوں پر capacity کے لحاظ سے ٹیکس لگایا جائے۔ تمام بیوٹی پارلرز پر ٹیکس لگایا جائے اس میں یہ نہ دیکھا جائے کہ یہ بیوٹی پارلر کس ایریا میں ہے بلکہ اس میں تین categories بنادی جائیں اور تمام بیوٹی پارلر کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے۔ گورنمنٹ کی تمام ڈویلپمنٹ سکیموں کی اس طریقے سے scrutiny کی جائے کہ جتنے فنڈز دیئے تھے کیا وہ موقع پر لگے ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ ،رانا صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب Chief Executive of the Province تشریف فرما ہیں۔ اگر وہ کچھ بات کرنا چاہیں تو ہمیں بتائیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی بے حد نوازش کہ آپ نے وقت عنایت فرمایا، حالیہ دنوں میں اس ملک کے اندر کئی قسم کے challenges آئے اور صوبہ پنجاب میں بھی، بلوچستان کے حوالے سے ابھی کل آپ نے اخبارات میں پڑھا کہ کوہستان میں 19 بیگناہ مسلمانوں کو، پاکستانیوں کو شہید کر دیا گیا، آپ نے دیکھا کہ ایک اور جگہ ایک چینی خاتون کو ہلاک کر دیا گیا، بد قسمتی سے کوئی ایک ماہ پہلے خانپور میں 17 لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ امریکہ میں بلوچستان کے حوالے سے ایک قرارداد لانے کی کوشش کی جارہی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا عمل تھا جس سے پاکستان کو یہ بتانے کی کوشش کی جارہی تھی کہ سیدھے ہو جاؤ ورنہ ہم اس حد تک جا سکتے ہیں۔ امریکی حکومت کی جو سٹیٹمنٹ ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں، لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا حکومتی پارٹی کی منشا اور مرضی کے بغیر کوئی حکومتی پارٹی کا ممبر اس طرح کی قرارداد لانا چاہے جو کہ اپنے مسائل تو دور کی بات ہے دوسرے ممالک کے بارے میں اور وہاں پر بھی ایک صوبے کے بارے میں بات کی جائے یہ عقل سے بالاتر ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں باہر کی قوتوں کے بارے میں بات کرنے سے پہلے اپنا ضمیر جھنجھوڑنا ہوگا اور اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا۔ میں اس بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور یہ

تاریخ کا ایک عجیب جبر ہے، اور حالات کی عجیب سنگینی ہے جسے انگریزی میں Irony of fate کہتے ہیں کہ جب سے پاکستان بنا اگر کسی ایک صوبے کے اوپر فوج کشی ہوئی تو وہ بد قسمتی سے صوبہ بلوچستان ہے۔ چاہے وہ ایوب خان کا دور تھا، چاہے ایک سیاسی دور تھا، ایک پولیٹیکل پارٹی کا دور تھا، چاہے وہ ایک اور آمر کا دور تھا اور پھر دوبارہ چاہے وہ مشرف آمر کا دور تھا جب حدوں کو پھلانگ دیا گیا اور بغیر کسی قصور کے، بغیر کسی وجہ کے اکبر بگٹی کو مار کر اسے یقیناً بلوچوں کے لئے بھی اور عام پاکستانی کے لئے بھی ہیرو بنایا گیا اور آج خیبر سے کراچی تک پوری قوم اکبر بگٹی کے قتل کے بارے میں انصاف چاہتی ہے اس لئے میں نے کل کہا تھا کہ اب APC, PCA یا CAP نہیں چلے گا بلکہ ان چونسٹھ سالوں میں بلوچوں کے ساتھ جو ظلم و زیادتی ہوتی رہی ہے اور زیادتیوں کے ادوار میں majority فوجی حکمرانوں، فوجی ڈکٹیٹرز کے زمانے میں رہی لیکن ایک سیاسی دور بھی تھا جس زمانے میں وہاں پر چڑھائی کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا زخم پاکستان کے جسم کے اوپر ہے کہ جہاں سے خون برابر رس رہا ہے اور اگر ہم نے proper and strong antibiotics نہ دیئے، ہم نے اس کا علاج تلاش نہ کیا اور ہوش مندی سے کام نہ لیا تو خاکم بد ہن پھر خدا نخواستہ، خدا نخواستہ بہت زیادہ نقصان ہو جائے گا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ مشرقی پاکستان ہزار میل دُور تھا جبکہ بلوچستان مغربی پاکستان کا حصہ ہے وہ بہت بڑی بُھول میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وقت ضائع کئے بغیر اس کے اوپر پوری توجہ دینی چاہئے لہذا میں یہاں پر آپ کی وساطت سے اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان کے مسئلہ کے اوپر ہمیں بھرپور آواز اٹھانی چاہئے کیونکہ بلوچستان اور پنجاب پاکستان ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا، چونکہ آپ House کے Custodian ہیں اس لئے آپ براہ کرم ایک کمیٹی تشکیل دیں جو کہ اس House کے اندر تمام نمائندہ political parties کی بنیاد پر ہو۔ میری گزارش ہے، فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ وزیر قانون اس کمیٹی کو head کریں۔ وہ کمیٹی ایک ہمہ گیر اور جامع قرار داد لے کر آئے۔ اس قرار داد میں ان ادوار کی بھرپور مذمت کی جائے کہ جن میں بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑوں پر فوج کشی کی گئی جس کے بھیانک نتائج آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ میں چند ماہ پہلے عطاء اللہ مینگل صاحب کو خود کراچی میں ملا تھا انہوں نے کہا شہباز شریف صاحب! اب آپ میرے پاس کیا لینے آئے ہیں؟ میری یہ داڑھی سفید ہو چکی ہے اور پیرانہ سالی ہے۔ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ ہمارے بلوچ نوجوان اب ہماری بات بھی نہیں سنتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ وفاق کے نمائندے ہیں، آپ نے ہماری بات نہیں کی اور ہماری آواز نہیں اٹھائی اس لئے اب ہم اپنا فیصلہ

خود کریں گے۔ جب حالات اس دہانے پر پہنچ جائیں تو پھر فوری طور پر اس بارے میں سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان کیا ہے؟ پاکستان بلوچستان ہے، پاکستان سندھ ہے، پاکستان خیبر پختون خواہ ہے، پاکستان آزاد کشمیر ہے، پاکستان پنجاب اور گلگت بلتستان ہے۔ مجھے بتائیں کہ اگر جسم کا کوئی حصہ، کوئی ایک عضو خوانخواستہ ناکارہ ہو جائے تو کیا وہ جسم کار آمد ہوتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مشرقی پاکستان سے ایک سبق حاصل کرنا چاہئے جو کہ ہم آج تک نہ کر سکے۔

جناب سپیکر! ابھی میں حالیہ دنوں میں برلن جرمنی گیا تھا۔ میں یہ بات آپ اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے ممبران کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کیونکہ آپ تاریخ سے اچھی طرح واقف ہیں کہ عالمی جنگ دوئم میں جرمنی کو نیست و نابود کر دیا گیا تھا۔ انگریزی میں کہتے ہیں کہ It was raised to ground یعنی Berlin, Frankfurt, Bonn اور دوسرے تمام شہروں میں ہر جگہ وہاں پر تباہی کے آثار تھے اور کروڑوں لوگ لقمہ اجل بن گئے تھے۔ اس وقت جرمنی کو مکمل طور پر شکست فاش ہو چکی تھی اور اس کے جسم کا آدھا حصہ روس کے تسلط میں دے دیا گیا جسے مشرقی جرمنی کہا گیا۔ میں یہ facts تاریخ کے حوالے سے بتا رہا ہوں۔ روس نے اس بات کا انتظام کیا اور پچاس ساٹھ سالوں تک روسی زبان مشرقی جرمنی کی کلاسوں میں by force پڑھائی جاتی رہی۔ حالات کا دھارا دیکھیں کہ صرف پچاس سال میں وہی مغربی جرمنی جس کو شکست فاش ہو چکی تھی، پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم میں بھی اسے شکست فاش ہوئی تھی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ بالکل مایوس ہو کر دنیائے ہستی سے مٹ جاتے مگر انہوں نے شکست نہیں مانی، ہمت نہیں ہاری اور انہوں نے اپنی اس شکست کو محنت، امانت اور دیانت میں بدلا اور پچاس سال بعد مغربی جرمنی دنیا کے نقشے پر ایک بہت بڑی معاشی طاقت بن کر سامنے آیا۔ بیس سال پہلے ستم ظریفی اور حالات کا جبر دیکھئے کہ اگر بہن مشرقی جرمنی میں ہے تو بھائی مغربی جرمنی میں ہے، اگر والدہ مشرقی جرمنی میں ہے تو بیٹا مغربی جرمنی میں ہے، اگر داماد مشرقی جرمنی میں ہے تو بہو مغربی جرمنی میں ہے یعنی خاندان بٹے ہوئے تھے۔ وہاں پر روس نے Berlin Wall تعمیر کی تھی اور جب خون کے رشتے میں تڑپ آتی تھی اور وہ اس طرف آنے کی کوشش کرتے تھے تو ان میں سے کسی کو گولی لگتی، کوئی راستے میں مر جاتا تھا اور کوئی بہت ہی خوش قسمت آگے نکل سکتا تھا۔ ان تمام تر مشکلات اور مسائل کے باوجود مغربی جرمنی پچاس سال کے اندر دنیا کے نقشے پر ایک عظیم طاقت بن کر ابھرا۔ بیس سال پہلے مارگریٹ تھیچر جو اس وقت برطانیہ کی وزیر اعظم تھیں ان کی شدید مخالفت کے باوجود، روس کی شدید مخالفت کے باوجود مغربی

اور مشرقی جرمنی کو اکٹھا ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکی۔ دیوار برلن بغیر گولی چلائے زمین بوس ہو گئی۔ آج جرمنی دوبارہ اکٹھا ہو چکا ہے اور پورے یورپ کے اوپر اس کا تسلط ہے۔ آج بھی یورپ کی economy تباہی سے دوچار ہے جبکہ جرمنی کی معاشی حالت پر دنیا عش عش کر اُٹھتی ہے۔ یہ کوئی جادو یا ٹونا نہیں تھا، یہ کوئی نوری یا ناری علم نہیں تھا بلکہ یہ صرف اور صرف دیانت، امانت اور مسلسل محنت کا نتیجہ ہے کہ جرمنی کے لوگ پوری دنیا کو شکست فاش دے کر آگے نکل گئے ہیں۔ حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ جس ملک کو توڑا اور کاٹا گیا وہ پچاس سال بعد جُڑ گیا۔ ہم نے قائد کی عظیم تحریکوں، علامہ اقبال کے فرمودات، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، آپ اور اس معزز ایوان کے ممبران کے بزرگوں اور دوسرے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی قربانیوں سے یہ وطن حاصل کیا تھا۔ لاکھوں ماؤں کے دوپٹے و آنچل پھٹے اور پھر جا کر پاکستان معرض وجود میں آیا لیکن صرف پچیس، تیس سال بعد اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تیس، پینتیس سال گزرنے کے باوجود ہم نے ہوش کے ناخن نہیں لئے اور ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ ادھر جرمنی کو کاٹ دیا گیا تھا لیکن وہ پھر اکٹھا ہو گیا اور ہمارے بزرگوں نے اس ملک کو بنایا لیکن ہم اپنے ہی ہاتھوں اس ملک کا ایک حصہ گنوا بیٹھے۔ آج بلوچستان میں جو شورش برپا ہے اگر ہم نے اس بارے میں مزید غفلت برتی تو پھر تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ پھر یہی ہوگا کہ "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی وقت ہے کہ اگر ہم نے اقوام عالم میں باوقار پاکستانی کے طور پر زندہ رہنا ہے، اگر ہم نے اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنا ہے، آنے والی نسلوں کے آگے ہم نے شرمندہ نہیں ہونا، بھکاری نہیں بننا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے تو پھر ہمیں بلوچستان کے مسائل کو حل کرنا ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں ان کے پاؤں پڑنا پڑے تو وہ بھی کریں گے اور پاکستان کو بچائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے بڑا افسوس اور دکھ ہوتا ہے کہ ایک آمر مشرف نے کہا تھا کہ جب میں ان کو ماروں گا تو انہیں پتا بھی نہیں چلے گا کہ کہاں سے میزائل آیا ہے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اکبر بگٹی قتل ہو جاتا ہے، اس سے پہلے کوئٹہ کے ایئرپورٹ پر اس کو پانچ گھنٹے بٹھایا جاتا ہے کہ آپ کی چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مشرف سے ملاقات ہو رہی ہے اور پھر پانچ گھنٹے بعد اسے کہا جاتا ہے کہ جہاز خراب ہو گیا ہے اس لئے اب آپ چلے جائیں۔ وہ شرمندگی سے واپس اپنے گھر کو چل پڑتا ہے اور ابھی وہ ایئرپورٹ سے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھتا ہے تو جہاز takeoff کر کے دوبارہ اسلام آباد روانہ ہو جاتا ہے۔ اس سے

بڑی اخلاق سے گری ہوئی اور کیا حرکت ہو سکتی ہے؟اس سے بڑی اپنے ملک کی جڑوں کو کاٹنے کی قبیح حرکت اور کیا ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر!آپ کو یاد ہے کہ چاروں صوبوں نے وفاق کے ساتھ مل کر ابھی ڈیڑھ سال پہلے بھائی چارے سے نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کا فیصلہ کیا اور میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس کا کریڈٹ ہے اسے ملنا چاہئے۔پورے پاکستان میں اس کی دھوم مچی، لوگوں نے کہا کہ واقعی کوئی کام ہوا ہے۔مشرف گیارہ سال تک اس ملک کے اوپر غیر آئینی طور پر مسلط رہا لیکن اپنی توپ، اپنی بندوق، اپنی چھڑی اور اپنے مکے کے باوجود بھی اس ایوارڈ پر فیصلہ نہ کرا سکا۔اس ایوان اور باقی ایوانوں نے اور ان کی قیادتوں اور وفاق کی قیادت نے مل کر یہ ایوارڈ طے کیا اور آپ جانتے ہیں کہ پنجاب نے اس ایوارڈ میں 11۔ارب روپے کی قربانی دی اور اس کا ہم کسی پر احسان نہیں جتاتے یہ ہمارا فرض تھا۔پاکستان جو چار صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان پر مشتمل ہے اگر پاکستان کی ترقی و خوشحالی اور پاکستان کو مضبوط کرنے کے لئے پنجاب کے عوام اور پنجاب کے بھائیوں اور بہنوں کو بڑی سے بڑی قربانی بھی دینا پڑے گی تو ہم اس سے گریز نہیں کریں گے اور انشاء اللہ پاکستان کو بچائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ نے دیکھا کہ اس نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے باوجود بلوچستان میں کوئی سیاسی سیٹلمنٹ نہیں ہوئی، اُن کے دکھوں اور زخموں کے اوپر کسی نے مرہم رکھا نہ کسی نے وہاں پر جا کر انہیں دلاسہ دیا۔وہ بلوچ قوم ہے اُن کی اپنی traditions ہیں۔صرف زبانی جمع خرچ ہوتا رہا، کاغذی کارروائی ہوتی رہی، اسلام آباد میں بیٹھ کر بیانات داغے جاتے رہے مگر اندر سے کچھ نہیں ہوا۔میں اس ایوان اور آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ فی الفور ایک کمیٹی تشکیل دیجئے گا، اُس کمیٹی کو لاء منسٹر ہیڈ کریں اور ایک جامع قرارداد لے کر آئیں جس کے ذریعے ہم عملی طور پر بلوچ بھائیوں اور بہنوں کو ایک بہت طاقتور پیغام دے سکیں، ایک محبت بھرا پیغام دے سکیں اور اپنے دلی جذبات میں ایثار اور قربانی کا ملا ہوا پیغام دے سکیں کہ ہم بلوچ بھائیوں کے ساتھ ہیں، اُن کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کی تلافی کرانے کے لئے پورا پنجاب جو ایک majority Province ہے پوری طاقت سے آواز اُٹھائے گا اور جب تک ہم بلوچستان کی تسلی کے مطابق اُن کے مسائل حل نہ کروالیں ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔آپ کا بہت بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ہم اس پر headed by Law Minister کمیٹی بنائیں گے اور ہم اُس کمیٹی میں اِدھر کے ساتھیوں کو بھی شامل کریں گے۔جی، لغاری صاحب!آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک Ethnic Baloch ہوں۔ میرا حلقہ اور میری قوم پنجاب اور بلوچستان کے بارڈر پر واقع ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے ابھی یہاں پر نواب اکبر خان بگٹی کی بات کی۔ نواب اکبر خان بگٹی Mother کی سائیڈ سے میرے دادا کے first cousin تھے۔ اُن کی والدہ اور میرے دادا کی والدہ کھیتران قبیلے سے تھیں۔ اُن میں سے ایک بہن کی شادی بگٹی سردار کے بیٹے کے ساتھ ہوئی تھی اور دوسری بہن کی شادی میرے پردادا کے ساتھ ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! نواب اکبر خان بگٹی اسی لاہور کے ایچی سن کالج میں پڑھتے رہے، جب وہ یہاں پر پڑھے اور سب لوگوں کے ساتھ اُن کے interactions ہوئے تو اُن کے اندر ملک، قوم اور پاکستان کے لئے feelings پیدا ہوئیں کیونکہ اس سکول میں اُن کا interaction سب لوگوں کے ساتھ ہوا۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے چیف منسٹر صاحب سے میری گزارش ہو گی کہ اگر ہم بلوچستان کے بچوں کو اپنے صوبے کے تعلیمی اداروں کے اندر داخلہ دیں اور انہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ interaction کا موقع ملے تو اُن کے ذہن اس طرح بنیں گے کہ وہ ملک، قوم اور پاکستان کے لئے سوچنا شروع کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے اس Indian Sub-Continent کے اوپر انگریزوں نے سو سال سے زیادہ حکومت کی اور اس Indian Sub-Continents پر Role کرنے کے لئے انگریز جو باتیں لکھ گئے ہیں .And they were very successful administrators ہم سب لوگ مانیں گے کہ Colonial Rulers جتنی اچھی administrations کر گئے ہیں ہم شاید ایسی کبھی بھی نہ کر سکیں۔ انہوں نے ہر علاقہ پر Role کرنے کے لئے جو فارمولے بنائے تھے، انہوں نے بلوچوں کے لئے لکھا تھا، "Respect Baloch"۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں نے اُن کو threat کرنے اور دبانے کی کوشش کی۔ وہ پہاڑوں میں رہنے والے لوگ غیرت والے ہیں انہیں خریدا نہیں جا سکتا، وہ بھوکے مر جاتے ہیں لیکن انہیں خریدا نہیں جا سکتا۔ اُن لوگوں کو respect کے ساتھ deal کرنے کی ضرورت تھی لیکن بدقسمتی سے اتنے سالوں میں کسی نے انہیں respect کے ساتھ deal نہیں کیا۔ ایک اور Colonial Commissioner لکھ گئے تھے "You give respect to Baloch and he will respect you back in return." ہمارے ہاں یہ کوشش کی گئی کہ تمہارے لئے یہ سڑک بنا دی، یہ ہسپتال بنا دیا، یہ ائیر پورٹ بنا دیا اور اُن کو اس ترقی کی بات کر کے کہا گیا کہ تمہارے مسائل کو حل کیا گیا ہے۔ اُن لوگوں کو آواز نہیں دی گئی، اُن کو اپنائیت نہیں دی گئی بلکہ اسے

محکوموں کی طرح سلوک کیا گیا جیسے چیف منسٹر صاحب نے فرمایا، وہاں پر فوج کشی ہوئی۔ ایوب خان کے زمانے میں باقاعدہ ملٹری آپریشن ہوا اور مسٹر چیف منسٹر! 1970 میں ہماری ایئر فورس نے stepping کر کے لوگوں کو مارا اور اسی مری قبیلہ کے لوگ ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے کیونکہ وہاں پر اُن کا جینا مشکل کر دیا گیا تھا۔ ڈویلپمنٹ حل نہیں ہوتا، اپنائیت حل ہوتا ہے، پیار حل ہوتا ہے اور محبت حل ہوتی ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنی تاریخ سے سبق نہیں سیکھتے اور وہی غلطیاں بار بار دُہراتے ہیں۔ اگر ڈویلپمنٹ اور اچھی ایڈمنسٹریشن حل ہوتا تو Colonial Rulers نے یہاں پر جتنی ڈویلپمنٹ کی ہے، جو ہمیں نہری نظام دے کر گئے ہیں، جو ہمیں ریل گاڑیوں کا نظام دے کر گئے ہیں، وہ یہاں پر جتنی چیزیں بنا کر گئے ہیں پھر ہم اُن سے آزادی نہ چاہتے، پھر ہم اپنی self respect کے لئے کہتے کہ مجھے پنجرے میں رکھا ہوا ہے اور مجھے چوریاں کھلائی جا رہی ہیں۔ ہر انسان کو self respect چاہئے ہوتی ہے اور self respect بادشاہ کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے اور ایک فقیر کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں رہنے والے بلوچ کو بھی self respect کی اتنی ہی ضرورت ہے اور پنجاب کے اندر رہنے والے ایک کسان کو بھی اتنی ہی ضرورت ہے۔ سندھ کے ایک ہاری اور پختونخواہ کے ایک پٹھان کو بھی اتنی ہی عزت نفس کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کو دبایا جائے گا، کسی کو خریدنے کی کوشش کی جائے گی، کسی کو threat کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اُس کا resolve اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ میں اپنے سارے دوستوں اور بھائیوں کی خدمت میں عرض کروں کہ میں نے آپ سب کی عزت کی خاطر ایک سٹینڈ لیا اور سینیٹ کے کاغذات جمع کرائے اور اللہ گواہ ہے کہ مجھ پر کس کس قسم کے پریشر نہیں ڈالے گئے۔ ڈرایا گیا، دھمکایا گیا، لالچ دیئے گئے لیکن عزت اور پیار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنے بلوچستان والے بھائیوں کو عزت، پیار اور اپنائیت دینی ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان بہت بڑا ہے اور اُس کے بہت سارے اندرونی مسائل ہیں لیکن امرتسر کا ایک سکھ اور کلکتہ کا ایک بنگالی جن میں کوئی چیز common نہیں ہے، اُن کی زبان، اُن کا مذہب، اُن کی خوراک، اُن کا لباس، اُن کی ثقافت اور اُن کی روایات ایک جیسی نہیں ہیں۔ اگر اُن سے پوچھا جائے I am who are you? Indian. وہ اپنے آپ کو بھارتی کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور اگر ہمارے ہاں یہاں کسی سے پوچھا جائے تو کچھ عرصہ پہلے تک یہ کہا جاتا تھا کہ میں پنجابی ہوں، میں بلوچ ہوں، میں پٹھان ہوں اور اب یہ تفریقیں یہاں تک آ گئی ہیں کہ میں راجپوت ہوں، میں ارائیں ہوں، میں کشمیری ہوں۔ ہم اس حد تک fragment ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر ایک دوسرے کے لئے برداشت کا مادہ نہیں، ایک دوسرے کے لئے respect نہیں، ایک دوسرے

کے لئے ہمارے دلوں میں جگہ نہیں ہے، ہم نے اپنے دل چھوٹے کر لئے ہیں۔آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب سے میری گزارش ہوگی کہ جیسے آپ نے سردار اختر مینگل کی کوٹیشن دی واقعی وہاں پر یہ حال ہے۔ میں اُن کا ہمسایہ ہوں اس لئے اُن لوگوں کے ساتھ interaction رہتا ہے۔ وہاں پر اب کسی ایک آدمی یا کسی ایک سردار کے ساتھ بات کر کے آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوتا، وہاں پر وہ نوجوان جنہوں نے تعلیم حاصل کی اور missing persons کی لسٹ میں ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں، پڑھے لکھے لڑکے ہیں جو آج missing persons ہیں اس لئے کہ انہیں لوگوں کو یہ احساس ہوا کہ پاکستان ہمیں اپنا نہیں سمجھتا۔ ہم نے انہیں یہ احساس دلانا ہے کہ تم ہمارے بھائی ہو، ہم تمہارے دکھ درد اور مسائل کے اندر برابر کے شریک ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے بہت مناسب باتیں فرمائی ہیں میں صرف ایک بات جو تاریخ کا واقعہ ہے اس میں شاید لغاری صاحب کی کوئی ذاتی contribution نہیں ہوگی کہ بلوچوں پر جب چڑھائی کی بات ہوتی ہے تو مشرف اس میں پیش پیش ہے۔ نواب اکبر بگٹی کو قتل کرنے والا شخص جنرل مشرف ہے۔ مجھے علم نہیں کہ اس وقت لغاری صاحب اس پارٹی میں تھے یا نہیں تھے۔ یہ تاریخ کا ایک واقعہ ہے اس میں کسی کے برا منانے کی بات نہیں ہے میں ان کی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پنجاب کے سکولوں میں بلوچ بچوں کی تعلیم کے لئے میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے محسن لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ ہم نے نہ صرف صوبہ بلوچستان بلکہ پاکستان کے باقی صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کا بھی جو طلباء کا کوٹا تھا اسے پنجاب میں نہ صرف ڈبل کیا ہے بلکہ Punjab Education Endowment Fund سے بھی ان تمام بچوں کو وظائف مل رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ لغاری صاحب کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے وہاں پر بھی اب دانش سکول بن رہا ہے۔ اگر یہ جا کر چشتیاں، حاصل پور اور رحیم یار خان میں دانش سکولوں کو دیکھیں وہاں پر بے شمار بلوچ بچے اور بچیاں بہترین تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کے باقی صوبوں سے جتنے طلباء گورنمنٹ

کے ادارے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں چاہے وہ میڈیکل کالج ہیں یا انجینئرنگ یونیورسٹیاں ہیں یا دوسری یونیورسٹیاں ہیں ان تمام بچوں کو وہاں پر ہم Laptop بھی دے رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جب بھی پنجاب سے shining stars کا کوئی delegation آکسفورڈ، کیمبرج، استنبول اور تہران کی یونیورسٹیوں میں جاتا ہے تو پنجاب حکومت اس بات کا خصوصی انتظام کر کے باقی صوبوں سے بھی بچوں کو اس delegation میں شامل کرتی ہے تاکہ وہاں پر پنجاب کی نہیں بلکہ پاکستان کی نمائندگی ہو۔ ہم یہ انتظام کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے ایک بہت اہم بات کی ہے کہ عزت نفس غریب کی بھی ہوتی ہے اور امیر کی بھی ہوتی ہے، وہ کالے کی بھی ہوتی ہے اور گورے کی بھی ہوتی ہے، وہ مسلمان کی بھی ہوتی ہے اور غیر مسلم کی بھی ہوتی ہے، وہ ایک یتیم غریب کی بھی ہوتی ہے اور ایک بڑے ساہوکار کی بھی ہوتی ہے لہذا جو عزت، وقار اور غربت کا کہا جاتا ہے تو غربت صرف پیسے کی غربت نہیں ہوتی بلکہ غربت عزت کی بھی ہوتی ہے اور عزت نفس کی بھی غربت ہوتی ہے۔ میں بالکل ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ بلوچوں کی عزت نفس کو ہم نے جو ٹھیس پہنچائی اور جو زیادتی کی ہے اگر ہم دل کھول کر اس کا ازالہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سب پر مہربانی کرے گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ان سے اتفاق کرتے ہیں بلکہ یہ بھی آپ سے تمام معاملات میں اتفاق کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال اراضی (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال اراضی (سردار شیر علی گورچانی): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس وقت بگٹی صاحب کے خلاف آپریشن ہو رہا تھا اور جس طرح سردار لغاری صاحب نے فرمایا ہے اسی طرح ہمارا قبیلہ بھی بالکل ڈیرہ بگٹی کے ساتھ منسلک ہے۔ ہمارے ان کے ساتھ شادی اور غمی کے بہت اچھے تعلقات تھے۔ بگٹی صاحب کے خلاف جب آپریشن ہو رہا تھا تو اس وقت کے نائب مشرف ڈی جی رینجرز جنرل (ریٹائرڈ) حسین مہدی کے کہنے پر ایک بریگیڈیئر جو حاضر سروس ہے میں اُس کا نام نہیں لینا چاہتا۔ میرے والد گھر میں سوئے ہوئے تھے وہ پانچ سو بندوں کے ساتھ میرے گھر کو گھیرا دے کر میرے والد صاحب کو ساتھ لے گیا۔ میرے والد صاحب کا قصور یہ تھا کہ ہمارے بگٹی صاحب کے ساتھ شادی غمی کی حد تک اچھے تعلقات تھے۔ وہ ہماری شادی غمی پر آتے تھے اور ہم ان کے پاس جاتے

تھے۔ میرے والد صاحب کو 3 ماہ 12 دن نامعلوم جگہ پر رکھا گیا اور وہ missing persons میں تھے۔ اس وقت کے وزیر خزانہ ایک سردار دریشک تھے، لغاری صاحب بھی اس حکومت کا حصہ تھے وہ میرے پاس آئے کہ جنرل گارنٹی مانگتا ہے کہ آپ مسلم لیگ (ن) چھوڑ دیں خدا کی قسم یہ on record ہے اور دوسرا آپ بتائیں گے کہ آپ کے بگٹی کے ساتھ کیا terms ہیں۔ میں نے کہا کہ نواب اکبر بگٹی بہت محب وطن انسان ہے ہمارا ان کے ساتھ بزرگوں اور بھائیوں والا تعلق ہے۔ وہ میرے والد صاحب سے بہت پیار کرتے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ ہمارے علاقے قریب ہیں ہمیں صحیح صورتحال معلوم ہوتی ہے وفاقی حکومت یا ان کی طرف سے جب یہ statement چلتی ہے کہ بلوچستان میں کوئی آپریشن نہیں ہو رہا تو ایسا نہیں ہوتا۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جس گھر میں نواب اکبر بگٹی رہتا تھا آج بھی وہاں اس گھر میں اس کے سب سے بڑے مخالف اور اس کے بیٹے کے قاتل بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا سوئی میں جو محل تھا جہاں پر وہ رہتے تھے وہاں پر میسوری قبیلہ جس نے ساری زندگی نواب اکبر بگٹی کی مخالفت کی ہے اسے ایجنسیوں نے وہاں پر بٹھا دیا ہے۔ براہ مہربانی اس قرارداد میں وفاقی حکومت کو یہ بھی بتایا جائے کہ خدارا اُن کے گھر تو انہیں واپس کئے جائیں۔ پتا نہیں اُن کی عورتیں اور بچے کہاں دربدر ہو رہے ہیں۔ انہیں پہلے ان کے گھر تو واپس کئے جائیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خواجہ سلمان رفیق: جناب سپیکر! میں لغاری صاحب سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ سلمان رفیق صاحب!

خواجہ سلمان رفیق: جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب انتہائی seasoned اور تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں اور ہم سب ان کی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پچھلا وقت جو ایک برطرف جرنیل کی حمایت میں گزارا جس نے بلوچستان پر فوج کشی کی اور جس نے اکبر بگٹی صاحب کا target murder کیا۔ یہ آج اس گزرے ہوئے دور کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ ماضی کو بھول جائیں اور روشن مستقبل کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ ایسی بحث میں پڑنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں خواجہ صاحب نے مجھ پر ایک چوٹ لگانے کی کوشش کی ہے۔ خواجہ صاحب پچھلی اسمبلی میں نہیں تھے جو ممبران پچھلی اسمبلی میں میرے colleagues تھے وہ مہربانی کر کے آج یہ گواہی دیں، میں رانا صاحب سے گواہی چاہوں گا کہ میں اوپر والے بنچوں پر اکیلا بیٹھتا تھا کیونکہ جس طرح اس وقت ملک چل رہا تھا اس سے میں agree نہیں کرتا تھا۔

جناب سپیکر! مجھے یہاں رانا صاحب کی گواہی کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت خواجہ صاحب اس House میں نہیں تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے جو بات کی ہے وہ بات درست ہے کہ اس دور میں کچھ لوگ تو جنرل مشرف کے دست و بازو تھے اور کچھ لوگوں نے اس دور میں ان اقدامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا جن کی وجہ سے آج ملک اس نوبت کو پہنچا ہے۔ یہ حقیقت پوری قوم کے سامنے ہے کہ وہ لوگ جو جنرل مشرف کی A ٹیم میں تھے بلکہ +A ٹیم میں تھے وہ اب کسی کے اشارے کے اوپر تمام کے تمام ایک ہی سیاسی جماعت میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ وہ سارا کباڑ اور سارا گند ایک ہی جماعت میں اکٹھا ہو رہا ہے۔ اس گند کو اکٹھا کر کے اس جماعت کا سربراہ کہہ رہا ہے کہ میں اس ملک میں change لاؤں گا اور میں اس ملک میں انقلاب لاؤں گا۔ اس طرح سے change آتی ہے اور نہ انقلاب آتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے جو 5 سال اپوزیشن میں گزارے اور جس قسم کا اس وقت کی حکومت کا روّیہ تھا، میں صرف ایک بات کروں گا کہ اس دور میں جب مجھے ایجنسی کی طرف سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا تو مجھے ہسپتال میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب جو آج بڑی بڑھکیں لگاتے ہیں اور ایسا show کرتے ہیں کہ ان جیسا کوئی دلیر اور مضبوط وزیر اعلیٰ نہیں تھا، انہوں نے مجھے خود فون کیا اور کہا کہ "رانا صاحب! ایس گل وچ اسیں شامل نہیں تے ایس گل وچ ساڈا کوئی قصور نہیں" یعنی اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی یہ حیثیت تھی لیکن اس دور میں بھی محسن لغاری صاحب نے ہمیشہ صحیح بات کی اور صحیح بات کا ساتھ دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: صحیح ایکشن ہے۔ (قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے اور وہ ابھی اس کے ممبر کے طور پر بیٹھے ہیں۔ اگر (ق) لیگ کے لوگوں کے ضمیر نے اُن کو دستک دی اور کسی گند کے مقابلے میں ایک اچھے انسان کو انہوں نے ترجیح دی تو اس میں میرا کیا

قصور ہے، میں تو اس میں کچھ نہیں کر سکتا؟ لغاری صاحب نے درست بات کی ہے اور پچھلے چار سال سے آپ کے سامنے ہے کہ انہوں نے ہمیشہ Rules اور قوانین کے مطابق House میں صحیح بات کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ دیکھیں کہ آج چیمبر میں وزیر اعلیٰ پنجاب قائد ایوان موجود تھے اور وہ اسی لئے موجود تھے کہ وہ آج House میں آ کر اُن سب باتوں کا جواب دیتے جن کا اپوزیشن جواب چاہتی تھی لیکن انہوں نے صرف point scoring کی اور ایک point اٹھا کر بھاگ گئے۔ اس کے باوجود محسن لغاری صاحب اپوزیشن کا حصہ ہیں مگر House میں موجود ہیں۔ انہوں نے بات کی ہے جس کا قائد ایوان نے جواب دیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب آف ٹوبہ ٹیک سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تاریخی ریکارڈ کے مطابق ایک بات کرنا چاہوں گا۔ جناب قائد ایوان نے جو باتیں کی ہیں ان سے کلی طور پر اتفاق ہے اور محسن خان لغاری صاحب نے بھی بالکل درست بات کی ہے۔ ہم ایک polarized Nation بن چکے ہیں، تقسیم شدہ قوم جسے قومی فرقہ واریت اور مذہبی فرقہ واریت میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور صوبائی لسانی تعصبات موجود ہیں جس کی تمام تر وجہ یہ ہے کہ آج مینارِ پاکستان پر جا کر اگر قرار دادِ پاکستان کو پڑھ لیا جائے تو اس میں صوبائی خود مختاری کا ذکر ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: اگر سابقہ حکمران صوبوں کو صوبائی خود مختاری دے دیتے تو مشرقی پاکستان بھی علیحدہ نہ ہوتا، آج دیگر صوبوں میں بھی علیحدگی کی سوچ پیدا نہ ہوتی اور بلوچستان بھی زخم خوردہ نہ ہوتا۔ یہ محض سابقہ حکمرانوں کی سیاسی غلطیاں اور بد دیانتی پر مبنی ہیں کہ انہوں نے صوبوں کو صوبائی خود مختاری نہ دے کر پاکستان کو انتہائی نقصان پہنچایا ہے اور تمام صوبوں کو قومی فرقہ واریت، صوبائی لسانی تعصبات اور مذہبی فرقہ واریت میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ سابقہ حکمرانوں کے سارے زخم اسی وجہ سے لگائے ہوئے ہیں کہ قرار دادِ پاکستان پر کلی طور پر عمل نہیں ہوا جس کے مطابق صوبائی خود مختاری نہیں دی گئی اور آج بھی اگر صوبائی خود مختاری صوبوں کو نہ دی گئی تو خدشات ہیں کہ پاکستان کے اندر پھر کوئی مشرقی پاکستان نہ بن جائے۔ ہمیں ان زخموں کو دھونا ہوگا اور قومی اتفاق رائے کو پیدا کرنا ہوگا۔ آج پاکستان کی ساری قوم کے اندر قومی سوچ نہیں ہے حالانکہ قومی سوچ ہی ایک بہت بڑی طاقت اور گیدڑ سنگھی ہے جو پاکستان کو بچا سکتی ہے۔ میرے دوست محسن خان لغاری صاحب نے بھارت کی مثال دی ہے کہ امرتسر کے سکھ یا

بنگالی اپنے آپ کو بھارتی کہہ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ میں آپ کو بھارت کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر قومی سوچ بن چکی ہے، وہاں پر بے شمار صوبے، بے شمار زبانیں اور بے شمار مذاہب ہیں جبکہ وہاں پر غریبی، مفلسی اور بے روزگاری بھی ہے لیکن national issues پر پوری قوم اکٹھی ہے مگر ہمارے ہاں جب بھی کوئی بات کرتے ہیں تو اُس پر اختلاف رائے فوراً بھڑک اٹھتا ہے کیونکہ ہماری قومی سوچ ہی نہیں رہ گئی۔ میں اب بھارت کے اناہزارے کا نام لیتا ہوں کہ وہاں پر کرپشن کے خلاف اناہزارے نے اقدام اٹھایا تو ایک ارب بیس کروڑ لوگ اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن یہاں پر ایک سو آدمی بھی اکٹھے نہیں ہوتے حالانکہ یہاں مہنگائی، بلیک مارکیٹنگ، ذخیرہ اندوزی، بے روزگاری اور عوام کا استحصال ہے لیکن ایسا کوئی احتجاج نہیں ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ قوم اور سیاسی جماعتوں میں قومی اتفاق رائے نہیں ہے اور ایک دوسرے کے خلاف بات سننا، اچھی باتوں پر عمل نہ کرنا یا نقائص کو دُور کرنے کی سوچ ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے قائد ایوان اور محسن خان لغاری صاحب کے جواب میں صوبائی خود مختاری کا یہ تاریخی حوالہ دیا ہے ورنہ میرا پری بجٹ پر بحث کرنے کا حق محفوظ ہے۔ میں نے سپیکر صاحب کو یہ بات لکھ کر دے دی تھی کہ میرے گلہ میں شدید تکلیف ہے اور ڈاکٹر نے مجھے بولنے سے روکا ہے کہ میں کم بولوں یا بالکل نہ بولوں۔ چونکہ میں نے یہ درخواست کی تھی کہ مجھے اگلے ہفتہ میں بولنے کا وقت دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: لیکن آپ نے آج ڈاکٹر کی advice نہیں مانی۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میں نے ایک تاریخی حوالہ دینا تھا جس کا شاید کسی کو معلوم ہی نہیں ہے اور یہاں صوبائی خود مختاری کا کسی نے حوالہ نہیں دیا۔ اگر آج بھی صوبوں کو صوبائی خود مختاری نہ دی گئی تو مشرقی پاکستان بننے کے خدشات موجود رہیں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! کیا اگلے ہفتے بھی بحث جاری رہے گی؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں چار دن ہی تھے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اگلی جمعرات تک کہا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: چلیں، دیکھ لیں گے۔ احمد خان بلوچ صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اگر اگلے ہفتے بحث ہو گی تو مجھے ٹائم دے دیجئے گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو بعد میں ٹائم دے دیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میرا یہی استفسار رہے گا کہ اگر اگلے ہفتے بحث نہیں ہو گی تو مجھے آج ہی موقع دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ آج ہی بات کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ پری بجٹ تجاویز لینا بہت اچھا اقدام ہے جس سے بہت فائدہ ہے اور اس سے پتا چل جاتا ہے کہ ممبران کو اپنے حلقے میں عوام کے لئے کس کس چیز کی ضرورت ہے تاکہ اُن پر عمل کیا جائے لیکن میں جناب کی وساطت سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر کوئی نہیں بیٹھا تو تجاویز کون note کر رہا ہے، کس کو دینی ہیں اور کس کو نہیں دینی؟ میرے خیال میں دو تین معزز ممبران وہ بیٹھے ہیں جنہوں نے تقریر کرنی ہے مگر تجاویز لکھنے یا لکھانے والا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ بہر حال جناب نے حکم فرمایا ہے اس لئے میں بات کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین! اس میں ایک یقینی عمل بنانا چاہئے کہ جو ممبران اچھی تجاویز دیتے ہیں اُن پر عمل ہونا چاہئے ورنہ اگر اچھی تجاویز پر عمل نہیں کرایا جاتا تو پھر چار یا آٹھ دن بحث کے لئے رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ایم پی اے صاحبان سے یہ کہلوانا کہ فلاں چیزیں ہونی چاہئے مگر اُن پر عمل نہیں ہوتا تو پھر یہ اچھا اقدام نہیں ہے۔ اچھا اقدام یہ ہے کہ اگر کسی ممبر کے پاس عوام کے مفاد میں ہے اچھی تجویز ہے تو اُس پر عمل ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ایم پی اے کو جاری کی جانے والی گرانٹ اپنے حلقوں کے لئے دی جاتی ہے کہ جن ایم پی اے صاحبان کے حلقوں میں جو ضروریات ہیں چاہے تعلیم، سڑکوں یا واٹر سپلائی کے لئے ضرورت ہے تو وہ صرف منصوبے دے سکتے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ سال 2010-11 میں ایم پی اے کو جو گرانٹ دی گئی اس سے سیکٹر مقرر کر دیئے گئے اور سیکٹر کے حوالے سے بھی کہا گیا کہ حلقہ کی ضرورت کی بابت آپ نئے سکول دے سکتے ہیں، اپ گریڈ کر سکتے ہیں، پرائمری سے مڈل بنا سکتے ہیں اور نہ ہی مڈل سے ہائی سکول بنا سکتے ہیں۔ اگر پابندی لگانی ہے تو پھر جو صاحبان یہ پابندی لگا رہے ہیں وہ پھر خود ہی تجویز دے دیں۔ ہمارے حلقے میں جس چیز کی ضرورت ہو گی ہم تو اپنی عوام کے لئے وہی منصوبے دیں گے جن کی انہیں ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ مہربانی کر کے کم از کم ایم پی ایز گرانٹ میں سیکٹر کی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ آزادی ہونی چاہئے کہ

ایم پی اے کے جس حلقے میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ آزادانہ طور پر دے سکتا ہے، ہسپتال کی ہے، سکول کی ہے، اپ گریڈیشن کی ہے یا roads کی، وہ دے سکتا ہے اس پر پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ ایم پی اے کو جو گرانٹ دیں اس میں واضح ہو کہ جو ضروریات علاقے کی ہیں اور عوام کے مفاد میں ہیں، وہ ایم پی اے دے سکتا ہے لہذا یہ پابندی ختم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کی بہت مہربانی ہے کہ واٹر سپلائی سکیم ہمیں دی جاتی ہے لیکن جہاں پر کڑوا پانی ہے وہاں پر سو میں سے نوے فیصد بیماریاں اس پانی سے ہوتی ہیں اور وزیراعلیٰ صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے واٹر سپلائی سکیم پر گرانٹ دی ہے مگر میری گزارش ہے کہ اس میں کروڑوں روپے ضائع ہو رہے ہیں اور اگر اس میں تھوڑی سی تبدیلی کر دیں تو یہ کروڑوں روپے بچ سکتے ہیں۔ کروڑوں روپے سے سکیم بن جاتی ہے لیکن وہ چل نہیں سکتی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اسے Users کمیٹی چلائے۔ کمیٹی سیاست میں پڑ جاتی ہے اور پارٹی بازی میں پڑ جاتی ہے اور وہاں پر واٹر چارجز کی وصولی صحیح نہیں ہوتی، بجلی کا بل ادا نہیں کیا جاتا، مرمت نہیں ہوتی اور ہوتا یہ ہے کہ کروڑوں روپے کی واٹر سپلائی سکیم چند مہینے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ میری اس حوالے سے یہ تجویز ہے کہ مہربانی کریں کہ جہاں پر کروڑوں روپے دیئے جاتے ہیں تو وہاں اسی محکمے یعنی پبلک ہیلتھ کو کہیں کہ اپنا ایک نمائندہ بنا دے جو اس علاقے، اس موضع اور اس بستی سے پیسے وصول کرے اور وہ بنک میں جمع کرائے۔ بجلی یا کوئی اور بل ہو تو وہی جمع کرائے کیونکہ وہ ایک غیر جانبدار آدمی ہو گا چونکہ بستی میں مقامی لوگ پارٹی بازی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے سکیمیں ناکام ہو جاتی ہیں جس سے ہوتا یہ ہے کہ چند شرپسند لوگ وہ نہیں دیتے اور جو شریف لوگ پیسے دے رہے ہوتے ہیں اور ہمیشہ وقت پر بل متواتر جمع کرانے والے بھی میٹھے پانی سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کا پانی بھی چلا جاتا ہے لہذا ان سکیموں کو کامیاب کرنے کے لئے محکمہ کا ایک کلرک مقرر کر دیں جسے تمام لوگ پیسے دیں گے۔

جناب چیئرمین! ایجوکیشن کے لئے میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب بھی دوبارہ کہتا ہوں کہ خدارا ایم پی اے گرانٹ پر پابندی نہ لگائیں اور ایجوکیشن میں جہاں کہیں نئے پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے انہیں بننے دیں اور اپ گریڈیشن بھی ہونے دیں۔ اگر ایک بستی میں پرائمری بوائز یا گرلز سکول کی ضرورت ہے اور ان کے مطالبہ پر ہم وہ نہیں دے سکتے تو ان غریب لوگوں کے بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکیں گے اور انہیں کہیں کہ دور جا کر اپنے بچوں کو پرائمری سکول میں بھیجیں جبکہ بستی سے بھی ہم زبردستی سمجھا سمجھا کر بھجواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں

پرائمری سکول نہ بنایا جائے بلکہ چار کلو میٹر دور پرائمری سکول میں جاؤ لیکن چھوٹے بچے وہاں نہیں جا سکتے تو مہربانی کر کے نئے پرائمری سکول بنانے کی اجازت ہونی چاہئے جس سے تعلیمی شرح میں اضافہ ہوگا اور تقریباً غریب امیر کا بچہ تعلیم یافتہ تب ہوگا جب نزدیک نزدیک مواضع میں کم از کم پرائمری سکول ہوں گے لہذا یہ ضرور ہونے چاہیئں جبکہ یونین کونسل تک ایک ہائی سکول ضرور بنا دیں، یونین کونسل میں کم از کم ایک گرلز اور بوائز ہائی سکول ہونا چاہئے۔ اس لحاظ سے اگر ایم پی اے کے مشورے سے بنایا جائے گا تو ایم پی اے ان کو زمین کا بندوبست بھی کر کے دے گا اور ان سے مزید بھی تعاون کرے گا جبکہ تعلیم بھی عام ہوگی۔

جناب چیئرمین! زراعت کے معاملے میں بھی میری تھوڑی سی گزارش ہے اور ایک تجویز ہے کہ کاشتکار طبقہ ہی ہے جس کے لئے ہمارے زرعی ملک میں زراعت کے لئے اور کاشتکار کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا۔ کاشتکار اگر بے حال ہوگا تو ملک بھی خوشحال نہیں ہوگا۔ کاشتکار کی حالت یہ ہے کہ جب وہ محنت سے کوئی بھی جنس پیدا کرتا ہے، گندم پیدا کرتا ہے تو گندم لینے والا کوئی نہیں ہوتا، کاٹن پیدا کرے تو اب حال یہ ہے کہ امسال کاٹن لینے والا کوئی نہیں ہے اور کاٹن یونہی کاشتکار کے گھر میں پڑی ہے۔ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں کہ وہ گندم میں کھاد اور پانی دے سکے۔ جس طرح بھارت کرتا ہے کہ جو جنس ہوتی ہے وہ زیادہ ہو یا کم، گورنمنٹ اسے لینے کے لئے پابند ہے اور اس کا فائدہ یہ ہو رہا ہے کہ بھارت جو کہ ہمارا ہمسایہ ملک ہے -/500 روپے یوریا کی بوری اور ایک ہزار روپے کی ڈی اے پی کھاد کی بوری کسانوں کو دی جا رہی ہے جبکہ ہمارے ہاں پانچ ہزار روپے تک ڈی اے پی جبکہ دو ہزار روپے تک یوریا کھاد کی بوری پہنچ گئی ہے۔ جب ہماری جنس تیار ہوتی ہے تو اسے لینے والا کوئی نہیں ہوتا اس لئے گزارش ہے کہ اس جنس کو خریدنے اور کھاد کو کنٹرول کرنے کے لئے مہربانی فرمائیں۔

جناب چیئرمین! سیڈ مافیا بھی کاشتکاروں کو لوٹ رہا ہے خدا کے لئے اس پر کنٹرول کریں۔ میری یہ بھی ایک تجویز ہے کہ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے میں کاٹن کا بیج فروخت ہو رہا ہے لہذا اس پر یہ پابندی لگائیں کہ کوئی آدمی جب تک سیڈ کارپوریشن یا محکمہ زراعت کے ریسرچ ونگ سے اس بیج کی ورائٹی چیک نہیں کرائے گا اور اس کا ریٹ حکومت مقرر کرے گی تو وہ کوئی پرائیویٹ آدمی سیڈ فروخت نہیں کر سکے گا اور اگر کوئی خلاف ورزی کرے گا تو اس کے لئے سخت سزا مقرر کی جائے۔ مختلف ورائٹیوں اور جعلی ورائٹیوں کا نام دے کر کاشتکار کو لوٹ رہے ہیں لیکن انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کاشتکار لٹ رہا ہے تو اسے لٹنے سے بچایا جائے اور سیڈ مافیا پر کنٹرول کیا جائے۔

جناب چیئرمین! گرین ٹریکٹر سکیم پچھلے بجٹ سے بند کر دی گئی ہے میری استدعا ہے کہ اس سکیم کو بند نہ کریں کیونکہ چھوٹے کاشتکار اور غریب آدمی کو ٹریکٹر کم قیمت پر ملتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔ پچھلے دو بجٹ سے گرین ٹریکٹر سکیم بند کر دی گئی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ گرین ٹریکٹر کے بدلے کہا گیا تھا کہ سولر انرجی والے ٹیوب ویل لگا کر دیں گے لیکن وہ تو کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ جب اربوں روپے کی سب سڈی والے ٹریکٹر کاشتکار کے گھر پہنچتے تھے تو وہ خوش ہوتے تھے لیکن اس کے بدلے میں سولر انرجی ٹیوب ویل کہیں لگا ہوا نظر نہیں آیا تو میری گزارش ہے کہ مہربانی کر کے گرین ٹریکٹر سکیم جو غریب لوگوں کی خوشی ہے اور چھوٹے کاشتکاروں کے مفاد میں ہے اس لئے اس سکیم کو دوبارہ اس بجٹ میں رائج کیا جائے۔

جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تو بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ میں ہر سال اور ہر مہینے جب بھی یہاں اجلاس ہوتا ہے تو میں یہ ضرور کہتا ہوں خدارا پولیس آرڈیننس 2002 کو تبدیل کیا جائے کیونکہ عوام بہت پریشان ہے کیونکہ یہاں پر ایک ایڈیشنل آئی جی پورے صوبے کی investigation change کرتا ہے۔ خدارا ایک غریب آدمی رحیم یار خان سے پہلے لاہور میں آتا ہے پھر وہ درخواست دیتا ہے جس پر کہتے ہیں کہ اسے بورڈ میں بھیج دیا گیا ہے اور آپ واپس دوبارہ رحیم یار خان جائیں۔ وہاں پر مہینے بعد بورڈ بیٹھتا ہے اور پھر وہ واپس ایڈیشنل آئی جی کے پاس رپورٹ آتی ہے اور کم از کم اسے تین چار مہینے لگ جاتے ہیں اور اس دوران لوٹنے والا ایس ایچ او پیسے لے کر ملزمان کو چھوڑنا ہو تو چھوڑ دیتا ہے اور بے گناہوں کو جیل بھیجنا ہو تو انہیں جیل بھیج دیتا ہے اور ہماری investigation چکروں میں ہے کہ کبھی ایڈیشنل آئی جی اور کبھی ڈی آئی جی اور کبھی ڈی پی او کے پاس بورڈ بیٹھتے ہیں۔ خدارا پولیس کے اس rules کو change کرائیں کیونکہ عوام اس سے بہت تنگ ہے۔ پہلے اجلاس سے لاء منسٹر صاحب کہتے رہے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلدی ہو جائے گا لیکن پانچ سال ہو گئے ہیں اور کچھ نہیں ہوا تو کم از کم انوسٹی گیشن والا معاملہ تو خود وزیر اعلیٰ صاحب کر سکتے ہیں تو اسے کم از کم مقامی ڈی پی او اور ڈی آئی جی کو اجازت دی جائے کہ اگر کوئی انوسٹی گیشن والا بیگناہ آدمی آتا ہے تو وہاں اس کا مسئلہ حل کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب چیئرمین کہ پری بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کے لئے مجھے بھی اجازت دی گئی۔ دانشوروں نے کہا ہے کہ تمام مسائل کا حل تعلیم ہے کیونکہ جتنی تعلیم زیادہ ہو گی اتنے ہی

مسائل کم ہوں گے اسی لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے صوبہ بھر میں تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور نئے سکول تعمیر کروائے خاص طور پر دانش سکول، لیپ ٹاپ اور غربا، مستحق اور اعلیٰ دماغ والے بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور دوسرے ممالک تک بھیجنے کے لئے انہیں فیسیں فراہم کیں اور بجٹ دیا جس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ چنیوٹ کے دورہ کے موقع پر وزیراعلیٰ پنجاب نے چار سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا وعدہ کیا تھا جو کہ تاحال تشنۂ تعبیر ہے۔ ہمارے ہاں پڑھنے کے لئے سکول کی جگہ بہت تنگ ہے کیونکہ بچے اور بچیاں بہت زیادہ ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ تعلیمی میدان میں جتنی زیادہ سے زیادہ سہولتیں عوام کو فراہم کی جائیں وہ تھوڑی ہیں لہذا ہمارے ضلع پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے معاملے پر بہت ساری تجاویز آئیں۔ ایک بڑی چیز نظر آتی ہے کہ جب بھی کوئی نیا منصوبہ یا تحقیقاتی شعبہ کہیں سے آتا ہے اور کوئی نئے وارڈ بننے ہوتے ہیں تو انہیں لاہور یا بڑے شہروں میں جہاں پہلے ہی بہت سہولتیں ہوتی ہیں ان شعبوں کو انہیں ساتھ attach کیا جاتا ہے۔ بے شک یہاں کے لوگوں کی ضرورتیں ہیں لیکن پورے صوبہ کی ضرورتیں بھی ہیں۔ یہاں جب ایک ہی ہسپتال کے اردگرد بہت سارے شعبہ جات قائم کئے جاتے ہیں تو آنے والوں کا رش بڑھتا ہے، ٹریفک کا ہجوم ہوتا ہے اور مسائل بڑھتے جاتے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس قسم کے شعبوں کو چھوٹے اور دور دراز شہر، اضلاع اور تحصیلوں تک پھیلایا جائے۔ ہمارے چنیوٹ کے ڈسٹرکٹ ہسپتال کی صورتحال یہ ہے کہ سوائے بچوں کے سپیشلسٹ کے علاوہ کسی مرض کا کوئی سپیشلسٹ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ آپریشن کرنے ہوتے ہیں لیکن ہمیں انتھیسیا کا ڈاکٹر بھی میسر نہیں ہے۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو اس وقت الائیڈ ہسپتال سے وہ ڈاکٹر منگوانا پڑتا ہے۔ آج صبح ایکسیڈنٹ میں ایک ماں بیٹا فوت ہو گئے ہیں۔ بچے کو الائیڈ ہسپتال لے جانا پڑا۔ اگر چنیوٹ میں یہ وسائل موجود ہوتے تو شاید ان کی زندگی بچ جاتی۔ ہمارے دور دراز شہروں میں یہ شعبہ جات قائم کئے جائیں۔ ہارٹ کا مسئلہ بڑا serious ہے، اسی طرح شوگر کا مرض ہے اور گردوں کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ ہمارے ہاں گردوں کا شعبہ ویسے تو قائم ہو چکا ہے لیکن heart کے لئے ابھی تک کوئی ڈاکٹر میسر نہیں ہے۔ اسی طریقے سے شوگر کے مرض کے لئے تحقیقات کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ چنیوٹ سمیت تمام دور دراز شہروں کے ہسپتالوں کو یہ سہولتیں فراہم کی جائیں۔ بجلی کے مسئلے نے اس وقت پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ خاص طور پر امریکہ جو نہیں چاہتا کہ ہمارے ملک کی معیشت مضبوط ہو اور یہاں کے مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ وہ حیلے بہانوں سے کچھ لوگوں کو یہاں support کرتا ہے جو ہمارے بجلی کے

منصوبہ جات پر قدغن لگانے کے لئے کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ کالا باغ ڈیم پر بلاوجہ اعتراضات اٹھائے گئے۔ اس کا بڑا انجینئر خود نوشہرہ کا تھا اس نے کہا تھا کہ یہاں کالا باغ ڈیم بنانے سے نوشہرہ کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک کے ساتھ دشمنی ہے کہ کالا باغ ڈیم کو روکا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم ہو یا اس کے علاوہ جتنے اور ڈیم جو زیر غور ہیں ان کی feasibility رپورٹیں آ چکی ہیں ان کی فی الفور تعمیر شروع کی جائے۔ ابھی متبادل کے طور پر غالباً ڈیڑھ دو مہینہ پہلے ٹی وی پر ایک پروگرام چل رہا تھا۔ ہمارے آئٹم اور سائنس کے ماہرین نے دعوے سے کہا تھا کہ ہم آٹھ یونٹ کوئلے سے چلانا چاہتے ہیں اور ان یونٹوں سے اتنی بجلی پیدا ہو گی کہ ہمارے ملک میں کوئی کمی باقی نہیں رہے گی صرف فنڈ کی کمی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ہاں تھر میں کوئلہ بہت وسیع مقدار میں پایا جاتا ہے۔ وہاں کوئلے سے بہت ساری چیزیں اور بھی بن سکتی ہیں لیکن اس وقت ہمیں سر دست بجلی کی ضرورت ہے۔ اس کوئلے سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ماہرین کے مطالبے کے مطابق انہیں فنڈز مہیا کئے جانے چاہئیں۔ اسی طرح سے لکڑی ہمیں اچھی انرجی دیتی ہے خاص طور پر سردی کے موسم میں انرجی مہیا کرتی ہے۔ پہلے زمانے میں مشہور تھا کہ جب کوئی چیز سستی ہوتی تھی تو لوگ کہتے تھے کہ بھائی یہ چیز تو بالن کے بھاؤ لے لو۔ یعنی لکڑی بالکل فری سمجھی جاتی تھی اور وہ چند روپوں میں فی من ملتی تھی لیکن آج جلانے کی لکڑی -/500 روپے فی من مل رہی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا شہر چنیوٹ لکڑی کے فرنیچر میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ اسی طریقے سے صوبہ میں گجرات اور دیگر اضلاع میں لکڑی کا کافی کام ہوتا ہے۔ لکڑی ہماری مختلف جگہوں پر کام آتی ہے اور جلانے کے بھی کام آتی ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ انرجی کرائسز کو کم کرنے کے لئے سڑکوں اور نہروں کے کنارے زیادہ سے زیادہ درخت کاشت کئے جائیں۔ اب چونکہ موسم بھی ہے اور جیسے باہر بینر لگے ہوئے ہیں کہ ایک بڑا درخت 36 ننھے بچوں کو آکسیجن مہیا کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور درخت لگانا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ گوشت کی کمی کو دور کرنے کے لئے اور اس کی ایکسپورٹ کو بڑھانے کے لئے ماہی پروری اور گوشت دینے والے جانوروں کی زیادہ سے زیادہ افزائش ہونی چاہئے۔ ایسے لوگ جو جانور پالتے ہیں انہیں فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

جناب سپیکر! حکومتی رپورٹ کے مطابق چنیوٹ میں لوہے کے بہت وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اگر ان کو نکالا جائے اور چنیوٹ میں سٹیل مل لگا دی جائے تو وہ لوہا پورے ملک کی 120 سالہ ضروریات کے لئے کافی رہ سکتا ہے۔ اس سے ہماری ملکی معیشت پر بہت اچھے

اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اس سلسلے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ بھی گزارش ہے کہ جلد از جلد چنیوٹ میں سٹیل مل لگانے کے امر کو یقینی بنایا جائے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ وہاں سے لوہا نکالنے کی صورت میں ہمارے صوبہ پنجاب کے لئے اور ملک بھر کے لئے انشاء اللہ بڑے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

جناب والا! ابھی صوبہ بلوچستان کے متعلق بات ہو رہی تھی تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ صوبہ بلوچستان بڑا ہی قابل قدر اور مذہبی اقدار کا حامل صوبہ ہے۔ میں نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو اُس زمانے میں بلوچستان کے راجہ اور سردار تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کی سربراہی میں ایک وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ بلوچستان کا تحفہ اجرک اور ساگوان کی لکڑی تھی وہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ ﷺ نے اس ساگوان کی لکڑی سے چارپائی بنوائی اور ساری زندگی اسے استعمال کیا۔ آپ ﷺ کا جنازہ مبارک بھی اسی چارپائی پر اٹھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچ بھائیوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے چونکہ بلوچستان میں سونے اور دیگر قیمتی معدنیات اور دھاتوں کے وسیع ذخائر ہیں۔ ان کے ٹھیکے غیر ملکی کمپنیوں کو دینے کی بجائے اپنے ملک کی کمپنیوں کو دیئے جائیں۔ وہاں سے ہمیں اربوں کھربوں ڈالر کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی طریقے سے ڈیرہ غازی خان، چکوال اور سندھ کے علاقوں میں تیل کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ اس وقت میری معلومات کے مطابق ملک میں ایک درجن سے زائد تیل تلاش کرنے والی کمپنیاں موجود ہیں۔ ایک کمپنی کی رپورٹ یہ ہے کہ ہم نے آج تک جتنا تیل تلاش کیا ہے اگر ہماری رپورٹس پر عمل کر لیا جاتا تو ملک کو ایک بیرل تیل بھی باہر سے خریدنا نہ پڑتا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ کمیشن مافیا جو ہمیں دوسری دنیا سے تیل خرید کر دیتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ اگر پاکستان کے اندر سے ہی تیل نکلنا شروع ہو گیا تو ہماری کمیشنیں ٹھپ ہو جائیں گی اس لئے وہ ناجائز حیلے بہانے اور طریقے استعمال کر کے ان رپورٹوں پر عمل نہیں کرنے دیتے۔ میری گزارش ہے کہ وفاقی حکومت سے گزارش کی جائے کہ کمیشن مافیا کو ختم کروا کر اپنے ملکی وسائل سے استفادہ کریں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی عادت ڈالی جائے۔ تعمیراتی منصوبوں پر بات ہوئی ہے تو میری اس سلسلے میں رائے یہ ہے کہ تعمیراتی منصوبے واقعتاً ہماری ضرورت ہیں ان کو بروقت پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے متعلقہ محکموں کو سختی سے ہدایت کی جائے اور بلاوجہ رکاوٹوں کی وجہ سے ٹھیکیدار بھی بددل ہو جاتے ہیں۔ Price variation کا مسئلہ بڑا گھمبیر ہے، ٹھیکیدار کو پہلے

فنڈز مہیا نہیں کئے جاتے جس کی وجہ سے سکیمیں delay ہو جاتی ہیں جب وقت زیادہ گزر جاتا ہے تو اشیا کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، ان کو ریٹ نہیں ملتے تو پھر ٹھیکیدار مایوس ہو کر کام چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں کہوں گا کہ ہمارے ضلع چنیوٹ کو بنے تین سال ہو گئے ہیں لیکن تاحال ڈسٹرکٹ کمپلیکس اور ڈسٹرکٹ ہسپتال کے لئے کوئی زمین مہیا نہیں کی گئی جس کی وجہ سے ہمیں بہت سارے مسائل درپیش ہیں۔ میری درخواست ہے کہ حکومت پنجاب کو چاہئے کہ ڈسٹرکٹ کمپلیکس کے منصوبہ کے لئے زمین کو جلدازجلد acquire کیا جائے اور وہاں پر ترقیاتی منصوبے شروع کئے جائیں۔ اس وقت افسران کرائے کی عمارتوں میں رہ رہے ہیں اور بہت تکلیف کا سامنا کر رہے ہیں، چنیوٹ میں خاص طور پر فرنیچر سازی کا کام ہوتا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ وہاں پر سمال انڈسٹری کا قیام بہت بڑا ضروری ہے۔ ایسے ہی چنیوٹ میں جنرل بس سٹینڈ اور منڈی مویشیاں اندرون شہر واقع ہیں جن کی وجہ سے کئی حادثات رونما ہوتے ہیں۔ ہمارے "ٹی ایم اے" نے ایک سال ہو گیا ہے اس کے لئے جگہ بھی تلاش کر لی ہے لیکن ابھی تک منڈی مویشیاں اور نہ ہی جنرل بس سٹینڈ کو شفٹ کیا گیا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جنرل بس سٹینڈ اور منڈی مویشیاں چونکہ ایک ہی جگہ پر ہیں جب وہ وہاں سے شفٹ ہو جائیں تو وہاں پر ایک منی سٹیڈیم بنایا جائے تاکہ ہماری کھیلوں کی ضروریات پوری ہو سکیں اور اس کے نیچے ایک بہترین قسم کی مارکیٹ بن جائے گی۔ اس سٹیڈیم سے ہمارے ہونہار بچوں کو کھیل کود میں اپنی صلاحیتوں کو آگے بڑھانے کے لئے بڑے مواقع ملیں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

الحاجی محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں لاہور چنیوٹ روڈ کی 110 فٹ توسیع کی منظوری ہو چکی ہے اور تقریباً کچھ کام بھی شروع ہو چکا ہے لیکن وہاں پر جو ریلوے پھاٹک کی چوڑائی صرف 24 فٹ ہے جب پیچھے سے ٹریفک کا لوڈ بڑھتا ہے، جب بڑے بڑے ٹرالے گزرتے ہیں تو وہاں پر پھاٹک تنگ ہونے کی وجہ سے ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ میں نے وفاقی وزیر ریلوے کو درخواست دی تھی اور جنہوں نے اس کے لئے کوئی 48 لاکھ روپے کی سکیم بنا کر بھیجی، میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ چنیوٹ لاہور روڈ سے بہت دور دراز علاقوں اور مختلف صوبوں کی ٹریفک وہاں سے گزرتی ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کا بڑا لوڈ رہتا ہے لہذا ملکی مفاد کے پیش نظر اس پھاٹک کے منصوبہ کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ جلدازجلد اس پھاٹک کی توسیع کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔next جہانزیب وارن!

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ آج چیف منسٹر صاحب نے بلوچستان کے حوالے سے جس محبت اور یکجہتی کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج اس چیز کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں development کے لئے تو بڑا ٹائم چاہئے لیکن یہاں پر ہمارے تمام معزز ممبران اسمبلی نے بلوچوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ممبران صوبائی اسمبلی کا وفد بلوچستان جائے اور بلوچستان اسمبلی کے اندر اس چیز کا اظہار کرے کہ اگر کسی ڈکٹیٹر نے یا کسی ایسے جابر اور فرعون حکمران نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ اپنے ملک، صوبہ اور گھر سے در بدر ہیں ہم ان سے معافی مانگتے ہیں، وہ اپنے گھروں میں آئیں، وہ اپنے صوبہ بلوچستان میں آئیں اور وہ اپنے پاکستان میں آئیں۔ انہوں نے تقریباً آج سے 64 سال پہلے جو قربانیاں دیں اور اس ملک کی خاطر انہوں نے جدوجہد کی ہم ان کے ساتھ ہیں اور ہم سب پاکستانی ایک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت ایک ایسا عمل ہے جس سے تمام قومیں اکٹھی ہوتی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے اب آپ پری بجٹ تقریر پر آجائیں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں جس وقت سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے تو اس میں آج بڑی اچھی تقریریں ہوئی ہیں تو میں ان پر تھوڑا سا اظہار خیال کرنا ضروری سمجھتا ہوں لیکن بجٹ بھی لوگوں کی خاطر بنائے جاتے ہیں، صوبوں اور پاکستان کی خاطر بنائے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب آدمی اپنے گھر بیٹھا ہوتا ہے تو بالکل خوش ہوتا ہے، اسے پھر سڑکیں، نہریں اور بجلی بھی اچھی لگتی ہے اور اسے سارا بجٹ بھی اچھا لگتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اب ہم انہیں گھر لے کر آئیں اور اس کے بعد ان کی جتنی بھی چیزیں ہیں انہیں ہم نے ان کے گھر جا کر دینی ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں چند گزارشات اپنے حلقے ضلع بہاولپور کے حوالے سے کروں گا۔ جب پاکستان بنا تو پہلے مہینہ کا بجٹ بہاولپور کے ہمارے نواب سر صادق محمد خان نے دیا تھا اور یہ تاریخ کی بات ہے۔ میں یہ احسان نہیں جتلا رہا کہ ہم نے کیا کیا ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو بہاولپور کا حق ہے اسے ملنا چاہئے، جو بہاولپور کے حصے کا پانی ہے اسے ملنا چاہئے، جو بہاولپور کے ترقیاتی کام ہیں وہ باقی اضلاع اور باقی ڈویژن کی طرح ہمیں اپنا جائز حق دیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گزشتہ چار سال سے جب سے یہ اسمبلی بنی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب یا ہمارے قائد محترم میاں نواز شریف نے جتنے وہاں پر visit اور جلسے کئے ہیں اور جتنا بجٹ بہاولپور کو دیا ہے۔ وہ پچھلے ساٹھ

سالہ ادوار میں نہیں دیا گیا اور اس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور اچھی چیزوں کو appreciate کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو تین دانش سکولز چل رہے ہیں اور ان میں کام ہو رہا ہے جن میں چشتیاں، حاصل پور اور یار رحیم یار خان ہیں۔ میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب، تمام اسمبلی ممبران، سپیکر صاحب اور تمام حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ کام بہاولپور کی محرومی کو ختم کرنے کے لئے کیا، چاہے وہ موبائل ڈسپنسری کے حوالے سے ہو کیونکہ میرے خیال میں موبائل ڈسپنسریاں تقریباً ہر ضلع میں دے دی گئی ہے اور یہ کام بھی قابل ستائش ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر لیپ ٹاپ کا مرحلہ آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہاولپور میں۔۔۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

سردار ملک جہانزیب وارن: بہاولپور میں ساڑھے سات ہزار لیپ ٹاپ تقسیم ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے غریب طلباء میں جو ایک احساس محرومی تھی وہ بھی ختم ہوئی ہے اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے اور منصوبے جو ابھی اس بجٹ میں آ رہے ہیں جو ہمارے قائد محترم نے یہ کہا ہے کہ اس دفعہ ہم نے جتنے بھی دیہات ہیں اور جتنا rural area ہے اسے focus کیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ملک اور قوم کی خاطر، خاص طور پر جو لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں ان کے دل کے اندر جو خواہشات تھیں وہ انشاء اللہ پوری ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گا کہ ہمیں کوئی ایسا کام کرنا چاہئے کہ ہمیں اپنے عمل سے بولنے سے، چلنے سے، پھرنے سے ہم نمائندے جو دو دو، تین تین لاکھ لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آتے ہیں ہمیں کوئی اچھی اچھی تجاویز دینی چاہئیں۔

جناب چیئر مین: پھر کوئی تجاویز دیں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ پاکستان کے اندر جتنا پانی ہے اسے برابر تقسیم کر دیا جائے۔ پاکستان کے اندر جتنی سڑکیں ان کو بھی برابر تقسیم کر دیا جائے۔ ایک ڈویژن میں اگر آپ نے بہت زیادہ رقم رکھ دی ہے اور دوسرے میں کم رکھ دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی تھوڑا سا سوچنا چاہئے اور سڑکیں بھی برابری کی سطح پر تعمیر ہونی چاہئیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے چنیوٹی صاحب کہہ رہے تھے ہیلتھ کے حوالے سے جو لوگ چولستان میں رہتے ہیں یا اسلام آباد میں رہتے ہیں سب پاکستانی ہیں اس لئے سب کو یہ حقوق ملنے چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کچھ national level پر بھی سوچنا چاہئے ہمیں پاکستانی سوچ رکھنی چاہئے کہ ہم پاکستان کو ترقی

کیسے دے سکتے ہیں؟ جب برابری کی سطح پر ہر چیز تقسیم ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چھوٹے چھوٹے issues خود بخود resolve ہو جائیں گے۔ یہ چھوٹے لوگ اور اللہ معاف کرے میں توبہ استغفار کہتا ہوں جو سونامی سونامی کہتے ہیں اللہ کرے ان کے گھر کے اوپر آئے، ہماری پاکستانی قوم کے اوپر نہ آئے۔ یہ طوفان ان کے اوپر برپا ہوں انہوں نے ملک کو تباہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہوں کہ ہمارے قائد محترم اور ہماری جماعت کی یہ سوچ ہے اور ہم نے ہمیشہ رحمت کی طلب کی ہے، ہم پاکستان کی خاطر رحمت مانگتے ہیں کہ یااللہ ہمارے پاکستان پر رحمت فرما، یااللہ جو ہمارے مسائل ہیں اللہ کے فضل و کرم سے حل ہوں۔ یہ جو سونامی والوں نے لوٹے اکٹھے کئے ہوئے ہیں جس طرح ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان کہہ رہے تھے کہ یہ جو "کچرا" اکٹھا کر کے طوفان لا رہے ہیں ان کے گھروں پر بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کے گھروں پر بھی نہ آئے۔ بہر حال ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی سوچ اچھی کرے ہماری سوچ یہی ہے کہ پاکستان ترقی کرے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب محمد سعید مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب چیئرمین! ابھی میں نے اپنا نام دیا تو جناب سپیکر نے یہ فرمایا تھا کہ آپ کو کل ٹائم ملے گا۔

جناب چیئرمین: آپ کل بات کرنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، میں کل بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ بات کرنا چاہیں گے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے گلے میں اس وقت تکلیف ہے ڈاکٹر کی طرف سے مجھے کم بولنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آج کے اجلاس کا وقت اب ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 2۔مارچ 2012 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔